

اُخروی زندگی کے لیے.....

قال عبد الله بن مسعود: من اراد الدنيا أضرب بالآخرة، ومن اراد الآخرة أضرب بالدنيا، يا قوم! فأضربوا بالفانى للباقى .

(كتاب الزهد لوكيع، رقم: ۷۰ سند حسن)

”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے دنیا کا ارادہ کیا اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا، اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا۔ اے میری قوم! فانی ہو جانے والی زندگی کو باقی رہنے والی زندگی کے لیے نقصان پہنچاؤ۔“
(یعنی اخروی زندگی کے لیے دنیاوی خواہشات کو ترک کر دو۔)

ریاست کے ذریعے مال کی خواہش کی مذمت

مسلمانوں کا فرض ہے کہ دین اور تقرب الی اللہ کو مد نظر رکھ کر امارت اسلامیہ بنائیں، اور اس سے تقرب الہی حاصل کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت افضل ترین عبادت ہے، امارت قائم کرنا، امارت کو مضبوط بنانا یہی زبردست عبادت ہے، لیکن اس میں فساد و خرابی بھی پیدا ہو جاتی ہے، اکثر لوگ اس امارت اور ریاست کے ذریعے مال و دولت کی خواہش رکھتے ہیں، اور اس کو ذریعہ دنیا بنا لیتے ہیں جس سے اپنا دین، اپنی آخرت دونوں برباد کر لیتے ہیں۔ اور خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق بن جاتے ہیں، جیسا کہ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

ما ذئبان جائعان ارسلا فی غنم بافسد لها من حرص المرء علی المال او الشرف لدینہ .

(ترمذی حدیث حسن صحیح)

”دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں بھیجے گئے ہیں دو چیزوں سے زیادہ اس کو خراب کرنے والے نہیں: ایک مال و دولت کے لیے آدمی کی حرص، دوسرا دین کے بارے میں شرف و بزرگی۔“

نبی کریم ﷺ نے آگاہ اور خبردار کر دیا کہ حرص علی المال، اور حرص ریاست دونوں چیزیں ایسی ہیں جو دین کو برباد کر دیتی ہیں اور دیکھا جاتا ہے کہ اکثر فساد اور خرابی انھی دو بھوکے بھیڑیوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہی دو بھوکے بھیڑیے انسانی ریوڑ کو تاراج و برباد کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝﴾

[القصص: ۸۳]

”یہ آخرت کا گھر ہے جس کو ہم نے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو دنیا میں برتری کا ارادہ نہیں کرتے اور نہ ہی فساد کا، اور اچھا انجام پر ہیزگاروں ہی کا ہے۔“

وہ لوگ جو علو و سر بلندی، سرداری کے طالب اور خواہاں ہیں، اور اللہ کی زمین پر فساد پھیلاتے ہیں۔ اپنی سر بلندی و سروری کے لیے ہر مکر و فریب کو جائز کر لیتے ہیں، یہ سخت ترین معصیت اور بہت بڑا گناہ ہے۔ ایسے سلاطین، شاہان ملک، رؤساء مفسدین، فرعون اور فرعون کی قوم، فرعون کے گروہ میں سے ہیں، اور اللہ کی مخلوق میں شریر ترین لوگ یہی ہیں۔

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ)

ہفت روزہ

لايهو

الاعتماد

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

سراپرست
مولانا ابوبکر صدیق السلفی

بانی
مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ

22 جمادى الثاني 1434 هـ جمعة المبارك 03 تا 09 مئي 2013ء

شماره 18 جلد 64

مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
 ○ مولانا محمد اسحاق بھٹی
 ○ مولانا ارشاد الحق اشرفی
 ○ ملک عصمت اللہ قلچوی
 ○ حافظ حماد شاہر
 ○ حماد الحق نعیم
 ○ **مدیر مسئول**
 ○ حافظ احمد شاہر

مینیجر

- 0333-4786507 محمد سلیم چنیوٹی
کمپوزنگ
0344-4656461 رضاء اللہ ساجد

2	اداریہ	ایک ہی جسم	(عافظ احمد شاہ)
4	دریں قرآن	تفسیر سورۃ الصفۃ..... (۲)	(مولانا رashed الحق اثری)
7	دریں حدیث	”کتاب الایمان“..... (۶)	(ابو عمر عبدالحمید المرئی)
9	اصلاح عقائد	امت مسلمہ میں شرک، شبہات کا ازالہ..... (۲)	(ابو عبداللہ طارق)
17	نقد و نظر	محمد دین امت اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی	(ابو عمر سعید بن سعیدی)
20	گوشہ خواتین	بناؤ سنگھار شوہر کا حق..... (۲)	(ام عبدغنیہ)
25	تذکرہ علمائے اہل حدیث	مولانا عبدالحکیم سلفی	(محمد اسحاق بھٹی)
28	اشاریہ	امام ابن قیم رحمہ اللہ کی اصول فقہ پر خدمات.. اشاریہ	(محمد بن حسین الحبیانی)
	شعر و ادب	مشرقی خاتون	(ماہ القادری)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج راج لاہور

فون نمبر : 042-3735 4406

فیکس نمبر : 042-37229802

رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

12/-	روپے	:	نی پرچہ
500/-	روپے	:	سالانہ
200/-	ریال	}	: بیرونی ممالک سے
60/-	ڈالر امریکی		

بدر است

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاکر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

ایک ہی جسم

یہ سلسلہ اگرچہ صدیوں سے جاری ہے لیکن تین چار دہائیوں سے تو ہم خود بھی دیکھ رہے ہیں کہ صلیب نے اپنے سنہری اصول..... لڑاؤ اور حکومت کرو..... ہی کو کاکر حکمرانی میں بنیاد بنا رکھا ہے۔ اور صلیبی ذہنیت نے بغضِ مسلم کے کینہ ہائے پارینہ کو ذہن میں چپکار رکھا ہے۔ اس کا پہلا شکار وطنِ عزیز یوں ہوا کہ وطنِ عزیز کے مغربی حصے میں حکمرانی ایسے ٹوڈی خاندانوں اور موروثی وفاداروں (صلیب) کو سونپی جاتی رہی جو مشرقی حصے کے حقوق و جذبات سے بے پروا ہو کر ایسی استحصالی حکمرانی کرتے رہے کہ مشرقی بھائیوں کے جذبات کی راکھ سلگتی رہی اور طاغوت سلگتی چنگاریوں کو ہوادے کر شعلے بناتا رہا۔ تا آنکہ ایک گہری عالمی سازش کے ذریعے پڑوسی مسلم برادر ملک میں اغیار کی شہہ سے سازش کا تانا بانا اس طرح بنا کہ سقوطِ مشرقی پاکستان کا ایسا سانحہ ہو گیا جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو چور چور بھی کر دیا اور مسلم امہ کے عالمی تشخص پر ایک دھبہ بھی لگ گیا۔ جس کے بعد وطنِ عزیز معاشرتی اور معاشی ٹپٹ کا ایسا شکار ہوا جو ۷۷ء کے فوجی انقلاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔

انھی سالوں میں ایران عراق جنگ شروع ہو گئی جو کئی سال تک جاری رہی۔ وہ شاید ایک جزیرے ہی کا جھگڑا تھا اس جنگ کا مسلم امہ کو سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ اس کے بعد مسلمانوں میں سے بعض فقہی مکاتب فکر نے اپنے نوجوانوں کو فریقِ مخالف جو کہ مسلمان ہی تھے کے خلاف محاذ آرائی کی فکری انگینت کی ایسی ابتدا کر دی جس سے حرمتِ خونِ مسلم پامال ہونے لگی اور فکری مخالفت میں اسلحے کے استعمال کی جھجک ختم ہونے لگی۔ اس آٹھ سالہ جنگ میں اغیار کا اسلحہ اپنے لوازمات سمیت خوب بکا اور مسلمانوں کا خون جو کسی وقت بھی کفر کے مقابل کھڑا ہو سکتا تھا وہ ہزاروں نہیں لاکھوں جوانوں کا خون رزق خاک ہو گیا۔ اس جنگ کے وقت چونکہ دنیا میں سپر پاور دو تھیں اور دونوں مسلمانوں کے مختلف طبقوں اور گروہوں کو بھڑکا کر بھڑانے میں دلچسپی رکھتی تھیں، اس لیے یہ بے مقصد جنگ آٹھ سال تک جاری رہی۔ اسی دوران ریچھ انگڑائی لے کر جب افغانستان پر حملہ آور ہونے لگا تو نہتے افغان اس کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے جو بلاشبہ موملے کا ہاتھی کے سامنے کھڑا ہونا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بلاشبہ افغان مسلمانوں کی مدد نصرتِ الہی نے اس طرح فرمائی کہ مسلم امہ ان کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑی ہو گئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے افغان مسلمانوں کا اللہ توکل شروع کیا ہوا ذاتی دفاع، جہادِ اسلامی کا رخ اختیار کر گیا جسے کامیاب ہوتا دیکھ کر امریکہ نے اپنے دائمی حریف کو زچ کرنے کے لیے موقع کو غنیمت جانا اور اپنی فطری دسیسہ کاریوں کے ذریعے اس کو اچک لیا جس کا نتیجہ بعد میں شکستِ روس کی شکل میں سامنے آ گیا اور جب دنیا کی سخی گلیوں میں مرزا یا رکلا (اکیلا) رہ گیا تو پھر اس نے دنیا کو مسخر کرنے..... کہ مطیع تو وہ کم و بیش پہلے ہی تھی..... کے لیے نیو ورلڈ آرڈر جاری کر دیا اور مسلمانوں کو مستقبل کے خطرات..... یعنی شکست..... کے خوف سے نشانے پر رکھ لیا۔ اس دوران کسووو، بوسنیا وغیرہ جہاں جہاں اس کا بس چلا اس نے مسلمانوں کے کشتوں کے پشتے لگا کر مسلم نوجوانوں کی نسل ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس فعلِ شنیع میں اس نے انصاف، حقوقِ انسانی، جمہوریت سب کو جو تے کی نوک پر رکھتے ہوئے خود ساختہ امن کے ان اصولوں کا خون کر دیا جس کی وہ دائمًا تبلیغ کرتا رہتا ہے۔ ساتھ ہی اس نے اولاً اپنے پروردہ عراق پر شب خون مارا، سوڈان پر جعلی اطلاعات کی آڑ میں حملہ کیا، پھر عراق کویت کے مابین دانہ پھینک کر ایسی جنگ کروائی اور عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا کر عراقی مسلمانوں پر قیامت برپا کر دی، اور دوسری طرف کویت سے اپنے بے کار اور ردی اسلحے کے من چاہے دام وصول کرتا رہا۔ پھر کردوں کو اس نے ہلا شیری دے کر ایک اور محاذ کھول دیا اور

عراق میں امریکی فوج اتار کر وہاں تسلط جمانے کی ناکام کوشش کی اسی دوران اس نے اسامہ نامی ہیولی کا پیچھا کرتے ہوئے افغانستان پر میزائل پھینکے اور بالآخر ۹/۱۱ کا وہ ڈرامہ رچایا جسے کسی بھی معقول، صاحب علم اور دانا انسان نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور بعد کے تحقیقی مقالات و مضامین نے بھی اس کو صحیح ماننے سے انکار کر دیا۔ ہاں البتہ ہوا یہ کہ اس ڈرامے کو عنوان بنا کر وہ کھلم کھلا مسلمانوں کے سامنے اس کو صلیبی جنگ کہہ کر صرف آرا ہو گیا۔

وطن عزیز اٹنی دھماکہ کرنے کے باعث تو اس کی آنکھوں میں خاکی طرح کھٹک ہی رہا تھا اُدھر صنم خانے کو وطن عزیز سے ایسا پاسبان مل گیا جس نے اس ”مروت“ سے خود سپردگی اختیار کی کہ امریکا کا دہائیوں کا سفر دنوں اور ہفتوں میں طے ہو گیا اور اس نے اسامہ تلاش کرنے کی آڑ میں افغانستان میں رقص بل..... جس میں انسان کی گردن جسم سے الگ کر کے وہاں شراب ڈال جاتی ہے جس سے متقول تڑپنے لگتا، اعاصذنا اللہ منہ..... کا آغاز کر دیا۔ اسی ایجنڈے کو مکمل کرنے کے لیے اس کو وطن عزیز کے سگ بدست حکمران کے روپ میں ایسا مہرہ دستیاب ہو گیا جس نے تعمیر مساجد میں قانونی رخنے ڈالے، ٹی وی چینلوں کی اجازت دے کر فحش کی بے دریغ اور بے پناہ اشاعت کی، موبائل فونز کو عام اور سہل الحصول کر کے اخلاقی و مالی تباہی کی بنیاد رکھ دی، ملٹی نیشنل کمپنیوں کو مراعات سے اس طرح نوازا کہ وہ کمپنیاں وطن عزیز کی دولت بغیر کسی رکاوٹ کے یورپی ممالک میں بھیجنے لگیں جس سے وطن عزیز ایسی معاشی کھانیوں میں جا گر ا جہاں سے نکلنا اب جوئے شیر لانے کے برابر ہو رہا ہے۔ اہل دین و علمائے دین کی زندگی اجیرن کرنے کے علاوہ مجاہدین اور ان کے معاونین کو پکڑ کر حوالہ زنداں بلکہ حوالہ دشمنان کرتا رہا اور پھر بڑی ڈھٹائی سے لقمہ خود مسلمان مجاہدین کو امریکا کے ہاتھوں بیچ کر ڈالر وصول کرنے کا اعتراف بھی کیا۔ اسی طرح لال مسجد و جامعہ حفصہ میں اس نے ظلم و ستم کی وہ انتہا کر دی کہ تاریخ شاید جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہو۔ دوسری طرف امریکہ نے کافر پڑوسیوں کو افغانستان میں دخل اندازی کی شہہ دے کر صدیوں کے پڑوسی برادر اسلامی ممالک افغانستان اور پاکستان کے مابین اس طرح کی جغرافیائی چپقلش کی کوشش کی کہ یہ پڑوسی آپس میں..... ایمانی..... حلیف ہونے کی بجائے داعماً..... سیاسی..... حریف بن جائیں جو کہ بفضلہ تعالیٰ افغان بھائیوں کی احسان شناسی اور عساکر پاکستان کی بیدار مغزی و دانائی کے باعث اب تک ممکن نہیں ہو سکا۔

سطور بالا میں بار بار دہرائی ہوئی کہانی کو بالاختصار اس لیے دہرانا پڑا کہ بعض عرب ممالک مصر، لیبیا، تیونس میں جمہوریت کے نام پر انقلابات کے بعد شام میں جو پلچل مچی ہوئی ہے کم و بیش سارے ممالک میں ہوتی رہتی ہے۔ امریکہ اس طرح کی مقامی شورش و اضطراب میں بہت عیاری سے عقیدے کو داخل کرنے میں کوشاں ہے۔ وہ مسلمانوں میں صدیوں سے رائج فقہی مسالک کے مابین آویزش پیدا کرنے کے لیے اپنی تمام سازشوں، دسیسہ کاریوں، پالیسیوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر عالمی طور پر مسلمانوں کو باہمی مقابل لانا چاہتا ہے تاکہ کوئی مسلم سلطنت مستحکم نہ ہو سکے۔ اس وقت بھی صلیب کی گزشتہ صدی والی کم و بیش وہی تکنیک ہے کہ جس طرح برصغیر میں صلیبی استعمار نے شہیدین علیہ السلام کی تحریک جہاد کو دبانے میں ناکام ہو کر ان کے خلاف غلط عقائد کی نسبت اس تو اترا اور ڈھٹائی سے کی یعنی صلیب نے مجاہدین باصفا کے خلاف اس قدر جھوٹ بولا اور اس کو پھیلایا کہ وہ عامۃ الناس کو بیچ لگنے لگا۔ یعنی صلیب اب مسلمان ممالک کی مقامی آمیزشوں، ناراضکیوں اور حکومت سے باہر طبقات کی محرومیوں کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عقائد کا عنوان دے کر مسلم ممالک کے درمیان سر پھٹول کرانے میں سرگرم ہے۔ مسلم امہ کے قائدین یعنی مسلم ممالک کے حکمرانوں سے گزارش ہے کہ وہ مغربی ذرائع ابلاغ کے زہر آلود پروپیگنڈے سے متاثر ہونے کی بجائے تمام برادر اسلامی ممالک کے سربراہان باہمی ملاقاتوں میں شکایتیں سنیں، جائز شکائتیں اور شکوے دور کرنے کی کوشش کریں، باہمی ایثار کریں، ذاتی، ملکی اور قومی مفادات کی قربانی دے کر دین اسلام کو سر بلند رکھیں مسلم امہ کو ایک جسم ثابت کر کے کفار کی سازشیں ناکام بنادیں۔

تفسیر سورة الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اشری

نے فرمایا کہ کافر جب اس دنیا سے جاتا ہے تو فرشتے آسمان سے ٹاٹ لیے ہوئے نازل ہوتے ہیں ان کے چہرے سیاہ ہوتے ہیں، دیکھنے کی مسافت تک دور بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آتا ہے اور کہتا ہے:

”ایتھا النفس الخبيثة أخر جي إلى سخط من

الله وغضب.“ (مسند أحمد: ۲۸۷/۴ وغیرہ)

”او خبیث نفس! اللہ کی ناراضی اور غضب کی طرف چلو۔

روح جسم میں پھیل جاتی ہے وہ اس کو جسم سے یوں کھینچتے ہیں

جیسے تر روئی سے لوہے کی سلاخ کھینچی جاتی ہے۔“

یہ زجر و توبیخ کرنے والے وہ فرشتے بھی مراد ہو سکتے ہیں جو

بادلوں کو زجر کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی

جنگل میں جا رہا تھا تو اس نے بادل میں سے آواز سنی۔ فلاں شخص کے

باغ کو پانی دے، پھر بادل ایک طرف چلا اور اپنا پانی پتھروں کی زمین

پر ڈالا۔ نالیوں میں سے ایک نالے میں پانی جمع ہوا۔ اور وہ آدمی

نالے کے پانی کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے

باغ میں اپنے نیچے کے ساتھ اس پانی کو پھیرتا ہے۔ اس شخص نے اسے

کہا اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے اپنا وہی نام بتلایا جو

بادلوں سے سنا تھا۔ اس نے کہا: تمہیں میرے نام سے کیا مقصد؟ اس

نے کہا: میں نے بادل سے آواز سنی تھی، یہ پانی اسی بادل کا ہے، کہ

فلاں کے باغ کو سیراب کرو، تم اپنے باغ میں کیا کرتے ہو؟ اس نے

کہا: جب باغ پھل دیتا ہے تو اس کا تہائی صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک

تہائی اہل و عیال میں اور ایک تہائی اس باغ میں لگا دیتا ہوں۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۹۸۴)

﴿فَالزُّجَرَاتِ زَجْرًا﴾ پھر ان کی (قسم) جو ڈانٹنے والی ہیں

زبردست ڈانٹنا زجر کے معنی، جھڑکنا، دھتکارنا، روکنا اور ڈانٹنا ہے۔

یہاں بھی ڈانٹنے والی جماعتوں سے مراد فرشتوں کی جماعت ہے۔

یہی امام مجاہد کا قول ہے۔ اور یہی قول رائج ہے۔ (ابن جریر)

یہ زجر و توبیخ کرنے والے وہ فرشتے بھی ہو سکتے ہیں جو کفار

و مشرکین کی جان نکالنے کے وقت ہوتے ہیں:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ

بَاسِطُوًا أَيْدِيَهُمْ آخِرَ جَوْا أُنْفُسُكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ

و كُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾ [الأنعام: ۹۳]

”اور کاش! تو دیکھے جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں

ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتے

ہیں، نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے

گا، اس کے بدلے جو تم اللہ پر ناحق (باتیں) کہتے تھے اور تم

اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ

وُجُوهُهُمْ وَأَذْبَارُهُمْ وَذُقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ﴾

[الأنفال: ۵۰]

”اور کاش! تو دیکھے جب فرشتے ان لوگوں کی جان قبض

کرتے ہیں جنہوں نے کفر کیا، ان کے چہروں اور پشتوں پر

مارتے ہیں۔ اور جلنے کا عذاب چکھو۔“

حضرت براء رضی اللہ عنہ بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

”تلاوت“ کا تعلق اگرچہ قرآن پاک کے پڑھنے پر ہوتا ہے مگر حدیث و سنت پر بھی اس کا اطلاق ہوا ہے۔ چنانچہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو فرمایا گیا ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ [الأحزاب: ۳۴]

”اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد کرو۔“

یہاں ”حکمت“ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں۔ جنہیں حدیث و سنت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھروں میں قرآن مجید کی تلاوت ہی نہیں کرتے تھے۔ اس کی تعبیر و تشریح اور اللہ کی تسبیح و تحمید بھی کرتے تھے۔

امام السدی نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرآن یا اس کی کتاب اس کے بندوں کے پاس لاتے ہیں۔ جیسے سورۃ المرسلات میں ہے:

﴿فَالْمَلَكُ يُبْدِي ذِكْرًا ۚ عِذْرًا أَوْ نُذْرًا﴾

[المرسلات: ۶، ۵]

”پھر ان کی جو ذکر کو ڈالنے والے ہیں، عذر کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔“ (ابن کثیر)

یعنی وحی اتارنے والے ان فرشتوں کی قسم جو عذر کو ختم کرنے یا خبردار کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ اس پر یہ اشکال ہے کہ وحی کے امین تو جبرئیل امین علیہ السلام ہیں ان کے ہمراہ فرشتوں کی جماعت اگر بسا اوقات آئی ہے تو ناطق وحی جبرئیل علیہ السلام ہی ہیں مگر یہاں جمع کا صیغہ ”فالتلیت“ ہے اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کی عظمت کی بنا پر جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ (قرطبی)

اور ممکن ہے اس سے وہ فرشتے مراد ہوں جو اہل ایمان کے پاس اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے آتے ہیں اور ان کی تسکین وطمینان کا باعث بنتے ہیں جیسے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ

حافظ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے بارش اور نباتات کا انتظام اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کے سپرد کیا ہے وہ اللہ کے حکم سے ہواؤں اور بادلوں کو ادھر ادھر لے جاتے ہیں اور ان کے اس بارے میں بہت سے اعوان و انصار ہیں۔ (البدایہ: ۴۶۱)

یہ زجر کرنے والے وہ فرشتے بھی مراد ہو سکتے ہیں جو شیاطین کو ملاء الاعلیٰ کے قریب جانے پر دھتکارتے اور روکتے ہیں تاکہ وہ استراق سمع کے ارادے میں کامیاب نہ ہوں۔ امام رازی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ فرشتوں کی الہامات کے ذریعے بنو آدم کے دلوں پر تاثیر ہوتی ہے وہ انہیں گناہوں سے روکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شیاطین کو زجر و ملامت کرتے ہوں کہ تم کیوں انسانوں کو گمراہ کرتے ہو۔

اس کی کچھ تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ رمضان المبارک آنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ آواز دیتا ہے: یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر۔

(الترمذی: ۶۸۲، نسائی: ۲۱۰۹ وغیرہ)

”اے بھلائی کے طلب گار! آگے بڑھ اور اے گناہوں کے

طلب گار! رک جاؤ۔“

غالباً اسی منادی کا نتیجہ ہے کہ دوسرے مہینوں کے مقابلے میں نیکی کا میلان بڑھ جاتا ہے۔ فرشتے نورانی مخلوق ہیں ان کی آواز سے انسانی ارواح متاثر ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم ﴿فَالْتَلِیْتُ ذِكْرًا﴾ پھر ان کی (قسم) جو ذکر کی تلاوت کرنے والی ہیں۔ یہ فرشتوں کی تیسری صفت ہے جیسا کہ امام مجاہد نے فرمایا ہے۔ (ابن جریر)

تلاوت ذکر سے مراد وہی ہے جو اسی سورۃ کے آخر میں وانا لنحن المسبحون کے الفاظ سے وارد ہوئی ہے۔ سورۃ زمر میں بھی ہے:

﴿وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ [الزمر: ۱۷۵]

”اور تو فرشتوں کو دیکھے گا کہ عرش کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر رہے ہیں۔“

دیتے ہیں:

﴿لَا يَسْتَغِيرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ
يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ﴾

[الأنبياء: ۲۰، ۱۹]

”وہ نہ اس کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں وہ

رات اور دن تسبیح کرتے ہیں، وقفہ نہیں کرتے۔“

مگر کفار مکہ نے تو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بنا رکھا ہے۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ بَلْ عِبَادٌ
مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِه
يَعْمَلُونَ﴾ [الأنبياء: ۲۶، ۲۷]

”اور انھوں نے کہا رحمان نے کوئی اولاد بنا رکھی ہے، وہ

پاک ہے، بلکہ وہ بندے ہیں جنہیں عزت دی گئی ہے۔ وہ

بات کرنے میں اس سے پہل نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم

کے ساتھ ہی عمل کرتے ہیں۔“

﴿وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ إِنثَاءً﴾

[الزخرف: ۱۹]

”اور انھوں نے فرشتوں کو، وہ جو رحمان کے بندے ہیں،

عورتیں بنا دیا۔“

بلکہ وہ ملائکہ کی تکریم کے تناظر میں کہتے تھے کہ نبی کے ساتھ فرشتہ

کیوں نہیں تاکہ وہ ڈرانے والا ہوتا۔ جیسا کہ الفرقان (آیت ۷) میں ہے۔

فرعون نے بھی کہا تھا:

﴿فَلَوْلَا الْقِيَامُ عَلَيْهِمْ أَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ

الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ﴾ [الزخرف: ۵۳]

”پس اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے، یا اس

کے ہمراہ فرشتے مل کر کیوں نہیں آئے؟“

کفار کے ذہنوں میں فرشتوں کے اسی تقدس کی بنا پر ان کی

صفات کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کے فرمایا ہے: ﴿ان

الھکم لواحد﴾ ”بے شک تمہارا معبود یقیناً ایک ہے۔“

عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا
بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى
أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ۝

[خم السجدة: ۳۰، ۳۱]

”بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر

خوب قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم

کرو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیے

جاتے تھے ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور

آخرت میں بھی، اور تمہارے لیے اس میں وہ کچھ ہے جو

تمہارے دل چاہیں گے اور تمہارے لیے اس میں وہ کچھ

ہے جو تم مانگو گے۔“

ان صفات سے متصف فرشتوں کا ہی یہاں ذکر ہے یہی جمہور

مفسرین کی رائے ہے۔ عربی زبان میں ”ف“ کا استعمال صفات کے

بیان میں ہو تو وہ صفات ایک ہی چیز کی ہوتی ہیں۔

یہاں فرشتوں کی قسم سے یہ بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ

ان کا ایک مقام ہے۔ وہ صفیں باندھے ہوئے اللہ کی بندگی میں

مصروف رہتے ہیں۔ اللہ کی تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں، اللہ

کے نافرمانوں کو دھمکارتے اور ڈانٹتے ہیں۔ انھی کے بارے میں یہ

ارشاد بھی ہے:

﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾

[الحتریم: ۶]

”جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انھیں حکم دے اور وہ

کرتے ہیں جو حکم دیے جاتے ہیں۔“

اور یہ بھی کہ

﴿لَا يَسْتَغِيرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ﴾ [الأعراف: ۲۰۶]

”وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔“

سر مو بھی عبادت سے نہ انحراف کرتے ہیں نہ کوئی کمی آنے

تحفۃ الاخوان
کتاب الایمان

ترجمہ: ابو حمزہ عبدالحمید المری

مؤلف: ابو بکر ابن ابی شیبہ

۵۰۔ عن أبی الدرداء رضی اللہ عنہ: من ترك العصر حتى تفوته من غير عذر فقد حبط عمله . قال: وقال الحسن: قال رسول الله ﷺ: ((من ترك صلاة مكتوبة حتى تفوته من غير عذر فقد حبط عمله .))

”ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس شخص نے نماز عصر چھوڑ دی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئی اس سے بغیر کسی عذر کے پس اس کے اعمال برباد ہو گئے۔ راوی نے کہا: حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کوئی فرضی نماز چھوڑ دی یہاں تک کہ وہ بغیر عذر کے اس سے فوت ہوگئی پس تحقیق اس کے اعمال برباد ہو گئے۔“

۵۱۔ عن قسامة بن زهير قال: لا إيمان لمن لا أمانة له ، ولا دين لمن لا عهد له . (صحيح)
”قسامة بن زهير کہتے ہیں: اُس آدمی کا کوئی ایمان نہیں ہے جس کے لیے کوئی امانت نہیں ہے اور اس شخص کا کوئی دین نہیں ہے جس کے لیے کوئی عہد نہیں ہے۔“

۵۲۔ عن مجاهد قال: إن أفضل العبادة الرأي الحسن .
”مجاہد کہتے ہیں: بے شک زیادہ فضیلت والی عبادت اچھی رائے ہے۔“

۵۳۔ عن يوسف بن ميمون قال: قلت لعطاء: إن قبلنا قوما نعدهم من أهل الصلاح ، إن قلنا: نحن مؤمنون ، عابوا ذلك علينا ، قال:

۴۶۔ عن حسين بن واقد قال: سمعت ابن بريدة يقول سمعت أبي يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((العهد الذي بيننا وبينهم ترك الصلاة ، فمن تركها فقد كفر .))

(صحيح)

”حسین بن واقد سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن بریدہ کو سنا اس حال میں کہ وہ کہہ رہے تھے: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں آپ ﷺ فرما رہے تھے: ہمارے درمیان اور ان کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز کو چھوڑنا ہے۔ پس جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔“

۴۷۔ عن عبد الله قال: من لم يصل فلا دين له . (ضعيف)

”عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے: وہ کہتے ہیں: جس شخص نے نماز نہ پڑھی اس کا کوئی دین نہیں ہے۔“

۴۸۔ عن بريدة عن النبي ﷺ قال: ((من ترك العصر فقد حبط عمله .)) (صحيح)

”بریدہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی پس اس کے اعمال برباد ہو گئے۔“

۴۹۔ عن بريدة عن النبي ﷺ مثل حديث يزيد عن هشام الدستوائي .

”بریدہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں یزید کی ہشام الدستوائی کی حدیث کی مثل۔“

فقال عطاء: نحن المسلمون المؤمنون، وكذلك أدرکنا أصحاب رسول الله ﷺ يقولون. (ضعیف)

”یوسف بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے کہا: بے شک ہمارے پاس ایک قوم ہے جس کو ہم اہل صلاح میں سے شمار کرتے ہیں اگر ہم کہیں کہ ہم مومن ہیں تو وہ عیب سمجھتے ہیں۔ یوسف بن میمون کہتے ہیں: عطا نے کہا: ہم مومن مسلمان ہیں اور اسی طرح ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کو پایادہ بھی اسی طرح کہتے تھے۔“

۵۴۔ عن حذیفہ قال: القلوب أربعة قلب مصفح فذلك قلب المنافق، وقلب أغلق فذلك قلب الكافر، وقلب أجرد كأن فيه سراج يزهر، فذلك قلب المؤمن، وقلب فيه نفاق وإيمان، فمثله مثل قرحة يمدھا قیح ودم، ومثله مثل شجرة يسقيها ماء خبيث وطيب، فأیما غلب علیها غلب. (صحیح)

”حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: دلوں کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ دوغلہ دل، پس یہ منافق کا دل ہے۔ ۲۔ بند دل، یہ کافر کا دل ہے۔ ۳۔ خالی دل، گویا کہ اس میں ایک چراغ ہے جو روشنی کرتا ہے۔ پس یہ مومن کا دل ہے۔ ۴۔ وہ دل جس میں نفاق اور ایمان ہو پس اس کی مثال ایک پھوڑے کی ہے جس کو پیپ اور خون پھیلاتا ہے اور اس کی مثال ایسے درخت کی مثال کی طرح ہے جس کو خمیث اور پاک پانی سیراب کرتا ہے۔ پس ان میں سے جو بھی غالب آجائے اس پر تو وہ اس پر غالب آجاتا ہے۔“

۵۵۔ عن أنس قال: كان النبي ﷺ يكثر أن يقول: يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك، قالوا: يا رسول الله أمانك وبما جئت به

فهل تخاف علينا؟ قال: نعم، إن القلوب بين إصبعين من أصابع الله يقلبها. (صحیح)
”انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اکثر یہ بات کہتے رہتے تھے: اے دلوں کو پھیرنے والے! ثابت رکھ میرے دل کو اپنے دین پر۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ایمان لائے آپ کے ساتھ اور اس کے ساتھ جو آپ لے کر آئے ہیں۔ کیا آپ ڈرتے ہیں ہمارے بارے میں؟ آپ ﷺ نے کہا: جی ہاں! بے شک دل جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں اللہ تعالیٰ جس طرف چاہتا ہے ان کو پھیر دیتا ہے۔“

۵۶۔ عن شهر بن حوشب قال: قلت لأُم سلمة: يا أم المؤمنين ما كان دعاء رسول الله ﷺ إذا كان عندك؟ فقالت: كان أكثر دعائه يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك، قلت: يا رسول الله ما أكثر دعاءك يا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك؟ قال: يا أم سلمة ليس من آدمي إلا وقلبه بين إصبعين من أصابع الله، ما شاء الله أقام وما شاء أزاغ.

”شہر بن حوشب کہتے ہیں: میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہا: اے مومنین کی ماں رسول اللہ ﷺ کی کیا دعا ہوتی تھی جب وہ آپ کے پاس ہوتے تھے؟ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی، اے دلوں کو پھیرنے والے! ثابت رکھ میرے دل کو اپنے دین پر۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کتنی زیادہ یہ دعا مانگتے ہیں: یا مقلب القلوب ثبت قلبي على دينك؟ تو آپ ﷺ نے کہا: اے ام سلمہ نہیں ہے کوئی آدمی مگر اس کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے۔“

امت مسلمہ میں شرک شبہات کا ازالہ

ابو عبد اللہ طارق، مدرس جامعہ رحمانیہ، لاہور

کرے گا۔“

اور حلیۃ الاولیاء (۸/۲۸۲، رقم: ۱۲۲۰۸) میں یہ حدیث
”بأرضکم هذه“ کے الفاظ سے بھی مروی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے بھی ”بأرضکم هذه“ کے الفاظ کی قید کے ساتھ مروی ہے۔
(مسند احمد: ۲/۳۶۸، حلیۃ الاولیاء: ۷/۹۱، رقم:
۹۷۵۸، شعب الایمان للبیہقی: ۵/۴۵۶، رقم: ۶۸۷۸)
(ب) اور پھر یہ کہ یہ حدیث حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں آپ
ﷺ کے خطبے کا ایک حصہ ہے۔

ابو ہریرہ الرقاشی اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:
كنت أخذاً بزمَامِ ناقة رسول الله ﷺ في
أوسط أيام التشريق أذود عنه الناس فقال .
میں ایام تشریق کے درمیانی دن (یعنی ۱۲ ذوالحجہ کو) رسول اللہ
ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے، لوگوں کو آپ ﷺ سے دور ہٹا
رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (پھر خطبہ بیان فرماتے ہیں جس کے
الفاظ ہیں:

ألا إن الشيطان قد أيس أن يعبد المصلون .

(مسند احمد: ۵/۷۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
أن رسول الله ﷺ خطب الناس في حجة
الوداع فقال: قد يئس الشيطان أن يعبد
بأرضكم ولكن رضي أن يطاع فيما سوى
ذلك مما تحاقرون من أعمالكم . (مستدرک

⑤..... امت مسلمہ میں شرک نہ پائے جانے کے اپنے دعویٰ کو
ثابت کرنے کے لیے عبد الرحمن بن غنم سے مروی یہ روایت بھی بیان
کی جاتی ہے جسے وہ عبادہ بن صامت اور ابو درداء رضی اللہ عنہما سے اور پھر
رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ
جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کی جائے۔ (مسند احمد: ۴/
۱۲۶، حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۶۹ قال شعيب الارنؤوط
اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب)

اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن الشيطان قد أيس أن يعبد المصلون
ولكن في التحريش بينهم . (سنن ترمذی:

۱۹۳۷، مسند احمد: ۳/۳۱۳، ۳۵۴، ۳۶۶)

اور یہ حدیث مسند احمد (۳/۳۸۴) میں ”المسلمون“ کے لفظ سے
مروی ہے۔ لیکن یہ حدیث بھی ان حضرات کے اس دعویٰ باطلہ کی تائید
کرنے سے قاصر ہے۔

(۱) یہی حدیث صحیح مسلم میں ”جزیرہ عرب“ کی قید کے ساتھ بھی
مروی ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن الشيطان قد أيس أن يعبد المصلون في
جزيرة العرب ولكن في التحريش بينهم .

(صحیح مسلم، رقم الحديث: ۲۸۱۲)

”یقیناً شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی
اس کی عبادت کریں لیکن وہ تمہارے درمیان شر انگیزی

ہو جائیں۔“ (مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ:

۴/ ۴۸۲، ۴۸۷)

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ ”قبیلہ دوس کی عورتوں کے ذی الخالصہ کا طواف کرنے“ اور ”شیطان کے جزیرہ عرب میں اپنی عبادت سے مایوسی“ ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان یأس الشیطان أن یعبد فی جزیرۃ العرب لا یقتضی عدم الوقوع لانه لا یعلم الغیب۔ فالشیطان لما رای تخلص الجزیرۃ من الشرک وتوطید دعائم التوحید ظن أن لا شرک فی الجزیرۃ بعد هذا ولكن النبی ﷺ الذی ینطق بالوحي من الله تعالى أخبر انه سیکون ذلك۔ نیز راقم ہیں:

یأس الشیطان ان یعبد فی جزیرۃ العرب لا یدل علی عدم الوقوع لانه لما حصلت الفتوحات وقوي الاسلام ودخل الناس فی دین افواجاً یأس ان یعبد سوی الله فی هذه الجزیرۃ فالحدیث خبر عما وقع فی نفس الشیطان ذلك الوقت ولكنه لا یدل علی انتفائه فی الواقع۔ (مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین: ۲/ ۲۰۴، ۲۰۵، طبع: ۱۴۱۳ دار الوطن، دار الفریا) ”شیطان کی اپنی عبادت سے مایوسی اس کے عدم وقوع پر دلالت اور اس کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ جب فتوحات (عام) ہوئیں، اسلام مضبوط ہو گیا اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو گئے اور شیطان نے جزیرہ عرب کو شرک سے پاک اور (اس میں) توحید کے ستونوں کو مضبوط دیکھا تو (ان احوال کے پیش نظر اس نے) یہ گمان کیا کہ اس کے بعد جزیرہ عرب میں شرک نہیں ہوگا اور اللہ کے سوا اپنی عبادت

حاکم، الرقم: ۳۲۱، دوسرا نسخہ: ۹۳/ ۱)

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں

سے خطاب میں فرمایا شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری اس

سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے۔“

عمر بن احوص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سمعت النبی ﷺ یقول فی حجة الوداع۔

میں نے نبی ﷺ کو سنا آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر فرما

رہے تھے (پھر اس موقع پر دیا جانے والا خطبہ بیان فرماتے ہیں جس

میں یہ بھی ہے) ألا إن الشیطان قد أیس أن یعبد فی

بلدکم هذا ابدا۔ (سنن ابن ماجہ: ۳۰۵۵، السنن

الکبری للنسائی: ۱۱۲۱۳، سنن ترمذی: ۲۱۵۹)

اور ملا علی قاری حنفی راقم ہیں:

(فی بلدکم هذا) ای مکہ (ابدا) ای علانیۃ۔

(مرقاۃ: ۵/ ۵۷۴ دوسرا نسخہ: ۳۷۳/ ۵)

قارئین کرام! جزیرہ عرب میں کفر کا زور ٹوٹ چکا تھا، اللہ کا

قانون عملاً نافذ اور توحید کا غلبہ تھا، آستانے ابرٹ گئے، شرک کے اڈے

برباد ہو گئے اور ان کے نشانات کو خاک میں ملا دیا گیا تو نبی کریم ﷺ

کی زیر قیادت مکہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر توحید سے لبریز اور ایمان

میں مضبوط صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عظیم الشان اجتماع اسلام کی عظمت کا منہ

بالتا ثبوت تھا اور دوسری طرف ابلیس لعین کی ناکامی اور بے بسی تھی اور

ان پاک باز ہستیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر زمانہ جاہلیت کی

طرح اس علاقے میں پھر سے کفر و شرک کا غلبہ و تسلط ہو اس کی ابلیس

لعین کو کوئی راہ بچھائی نہیں دے رہی تھی اور اس کی سوچ پر مایوسی کے

سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے، اس موقع پر آپ ﷺ نے شیطان کی

اس وقت کی اسی ذہنی کیفیت و مایوسی کو بیان کیا ہے کہ اس وقت اس کی

حالت یہ ہے۔

چنانچہ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”شیطان اس بات سے مایوس ہوا ہے کہ سب کفر اکبر پر جمع



وكانوا يلبسونه القلائد ويجعلون عليه بيض
النعام ويذبحون عنده . (فتح الباری : ۸ / ۸۹)
”اور یہ لوگ اس کو قلاوے پہناتے (چادریں وغیرہ
چڑھاتے)، شتر مرغ کے انڈے کے چڑھاوے چڑھاتے
اور اس کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے۔“
شیخ یوسف بن عبداللہ بن یوسف الوابل لکھتے ہیں:

فاما صنم دوس فهو المراد في هذا الحديث
ولا يزال مكان هذا الصنم معروفا الى الآن
في بلاد زهران (جنوب الطائف) في مكان
يقال له (ثروق) من بلاد دوس ويقع
ذوالخلصة قريبا من قرية تسمى رمس وكان
ذوالخلصة يقع فوق تل صخري مرتفع
يحده من الشرق شعب ذی الخلصة ومن
الغرب تهامة . (اشرط الساعة، ص: ۱۶۱)
”اس حدیث میں مراد قبیلہ دوس والا بت ہے اس بت کا
مقام آج بھی معروف ہے جو طائف کے جنوب میں زهران
کے علاقے میں ثروق نامی بستی میں ہے۔ جہاں قبیلہ دوس کی
آبادی تھی، ذوالخلصہ اس گاؤں کے قریب ہے جس کا نام
رمس ہے اور یہ ذوالخلصہ ایک بلند چٹانی ٹیلے پر واقع تھا
جس کے مشرق میں ذی الخلصہ کی گھاٹیاں اور مغرب میں
تہامہ ہے۔“

نیز رقم طراز ہیں:

وقد وقع ما اخبر به النبي ﷺ في هذا
الحديث، فان قبيلة دوس وما حولها من
العرب قد افتتنوا بذی الخلصة عند ما عاد
الجهل الى تلك البلاد، فأعادوا سيرتها
الاولی، وعبدوها من دون الله، حتى قام
الشيخ محمد بن عبد الوهاب رحمه الله

سے مایوس ہو گیا۔ تو اس حدیث میں شیطان کے دل میں
واقع ہونے والی اس مایوسی کی خبر دی گئی ہے لیکن یہ حقیقت
میں شرک کی نفی پر دلالت نہیں کرتی اور نہ ہی وہ غیب جانتا تھا
لیکن نبی ﷺ جو وحی کے مطابق بولتے ہیں، نے یہ خبر دی
ہے کہ عنقریب شرک واقع ہو جائے گا۔“
جزیرہ عرب میں شرک:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تقوم الساعة حتى تضطرب أليات نساء
دوس على ذی الخلصة وذو الخلصة:
طاغية دوس التي كانوا يعبدونها في
الجاهلية . (صحيح بخاري: ۷۱۱۶، صحيح
مسلم، ۲۹۰۶، مسند أحمد: ۲ / ۲۷۱)
”قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ دوس قبیلے کی عورتوں
کے سرین ذوالخلصہ پر حرکت کریں گے، ذوالخلصہ دوس
قبیلے کا طاغوت (بت) تھا جس کی وہ زمانہ جاہلیت میں
عبادت کرتے تھے۔“

سرین ہلنے کا مطلب یہ ہے کہ اس بت کا طواف اور اس کی بندگی
کریں گی۔

ذوالخلصہ کا تعین اور محل وقوع:

زمانہ جاہلیت میں ذوالخلصہ نام سے دو بت معروف اور پوجے
جاتے تھے۔ ایک تو یمن میں قبیلہ نضیم وغیرہ کا معبود تھا جسے کعبہ یمنیہ
اور کعبہ شامیہ بھی کہا جاتا تھا جسے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ
کے حکم سے توڑ کر جلا ڈالا تھا۔ (صحیح بخاری المغازی: ۶۲۴۲)

دوسرا دوس وغیرہ کا بت تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مندرجہ بالا
حدیث میں یہی مراد ہے۔ دوس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا اور یہ دوس بن
عدنان بن عبداللہ بن زهران کی طرف منسوب تھے۔ اور ان کا نسب ازد
تک پہنچتا ہے۔ اس بت کو عمرو بن لُحی نے مکہ کے نشیبی علاقے میں نصب
کیا تھا۔

بالدعوة إلى التوحيد، وجدد ما اندرس من الدين وعاد الاسلام الى جزيرة العرب فقام الامام عبدالعزيز بن محمد بن سعود رحمه الله، وبعث جماعة من الدعاة الى ذى الخلصة، فخر بوها وهدموا بعض بنائها، ولما انتهی حکم آل سعود على الحجاز فى تلك الفترة، عاد الجهاد الى عبادتها مرة اخرى، ثم لما استوى الملك عبدالعزيز بن محمد بن عبدالرحمن آل سعود رحمه الله على الحجاز أمر عامله عليها فأرسل جماعة من جيشه، فهدموها وأزالوا أثرها، ولله الحمد والمنة . (أشراط الساعة للوابل، ص: ۱۶۲، طبع محرم: ۱۴۲۳هـ دار ابن الجوزى السعودية)

”نبی ﷺ نے اس حدیث میں جس بات کی خبر دی تھی وہ واقع ہو چکی ہے، چنانچہ قبیلہ دوس اور اس کے ارد گرد بسنے والے عرب اس وقت ذی الخلصہ کے فتنے میں دوبارہ مبتلا ہو چکے ہیں، جب ان بلاد میں دوبارہ جہالت لوٹ آئی تھی۔ اس وقت وہ لوگ اپنی پرانی روش پر گامزن ہو گئے تھے اور اللہ کے سوا اس کی عبادت کرنے لگے تھے یہاں تک کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب توحید کی دعوت لے کر اٹھے اور انھوں نے مٹے ہوئے دینی شعائر کی تجدید فرمائی اور اسلام جزیرہ عرب میں دوبارہ لوٹ آیا۔ پس عبدالعزیز بن محمد بن سعود کھڑے ہوئے اور انھوں نے ذی الخلصہ کی جانب دعا کی ایک جماعت روانہ فرمائی جنھوں نے اسے تاراج کر دیا اور اس کی بعض عمارتوں کو ڈھا دیا۔ پھر جب اس مدت میں حجاز کی باگ ڈور آل سعود کے ہاتھ سے نکل گئی تو جاہلوں نے دوبارہ اس کی عبادت شروع کر دی اور پھر اس کے بعد جب عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود کا حجاز پر قبضہ ہوا تو انھوں

نے وہاں کے گورنر کو حکم دیا اور اپنی فوج کی ایک جماعت بھی روانہ فرمائی جس نے اسے ڈھا دیا اور اس کے نشانات کو مٹا ڈالا۔“

○..... اسی طرح ان حضرات کی طرف سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث بھی بیان کی جاتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن ما أتخوف عليكم رجل قرأ القرآن حتى اذا رثيت بهجته عليه وكان ردنا للإسلام غيره الى ما شاء الله فانسلخ منه ونبذه وراء ظهره وسعى على جاره بالسيف ورماه بالشرك، قال: قلت: يا نبى الله! أيهما أولى بالشرك المرمى أم الرامى؟ قال: بل الرامى .

(الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان: ۱/ ۴۸۸، رقم: ۸۱، مسند بزار، رقم: ۱۷۵، مجمع الزوائد: ۱/ ۴۶۶، رقم: ۸۹۰، دوسرا نسخہ: ۱/ ۱۸۸،

تفسير ابن كثير، تفسير سورة الاعراف: ۱۷۶)

”بلاشبہ میں تم میں سے ایسے آدمی سے خوف زدہ ہوں جس نے قرآن پڑھا، یہاں تک کہ جب اس پر اس کی رونق نظر آنے لگی اور وہ اسلام کا مددگار تھا تو اللہ تعالیٰ نے جس طرف چاہا اس کو پھیر دیا، پس وہ اس سے نکل گیا اور اس نے اس کو پس پشت پھینک دیا اور اپنے پڑوسی پر تلوار سے حملہ کر دیا اور اس پر شرک کی تہمت لگا دی، تو میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ ان دونوں میں سے شرک کے زیادہ لائق کون ہے جس پر تہمت لگائی گئی یا کہ تہمت لگانے والا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تہمت لگانے والا۔“

محترم قارئین کرام! اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ اس میں کہیں بھی اس بات کی طرف اشارہ تک نہیں ہے کہ اس امت میں شرک نہیں پایا جاسکتا۔ البتہ یہاں تو ایسے بے گناہ انسان جو شرک

”جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر کہے، تو ان دونوں میں سے ایک کفر کے ساتھ لوٹے گا اگر وہ واقعتاً ایسا ہی ہے تو (کفر اسی پر رہے گا) ورنہ یہ کافر کہنے والے پر لوٹ آئے گا۔“
برصغیر کے اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ مسلمانوں پر تعین کر کے کفر کی تہمت لگانے والے اور حملے کرنے والے کون ہیں۔ فتاویٰ رضویہ، حسام الحرمین، تمہید الایمان، ملفوظات اور احکام شریعت وغیرہ اس پر واضح ثبوت ہیں کہ ”رامی“ کون ہیں۔

○..... اور پھر مختلف پینترے بدلتے ہوئے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ”اگر اس امت میں شرک ہوا بھی تو وہ قرب قیامت ہوگا البتہ ہمارے اس زمانے میں نہیں ہو سکتا اور نہ ابھی ایسے حالات آئے ہیں کہ اس امت کے لوگ شرک میں مبتلا ہو جائیں۔“

تمام نصوص کہ جن میں اس امت کے لوگوں میں بھی شرک کے پائے جانے کی پیش گوئی اور دلالت ہے، صرف قرب قیامت سے تعلق رکھتی ہیں کہ جس وقت جہالت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہوگی اور مسلمان لا الہ الا اللہ کے سوادین کی کوئی بھی بات نہ جاننے ہوں گے اور یہ کہیں گے کہ یہ کلمہ بھی ہم نے اپنے بڑوں سے کبھی سنا تھا۔ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۴۹، مستدرک حاکم: ۶۶۶/۵، رقم: ۸۵۰۵، النہایۃ لابن کثیر: ۳۰۱)

قارئین کرام! یہ دعویٰ بھی بالکل غلط ہے۔ ”اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دوس قبیلے کی عورتیں ذوالخصلہ کے گرد طواف کریں گی۔“ (صحیح بخاری: ۱۱۶، صحیح مسلم: ۲۹۰۶) کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد اور قیامت سے پہلے اس کام کا واقع ہونا ناگزیر ہے اور اس کے واقع ہونے سے پہلے قیامت قائم نہیں ہو سکتی۔ البتہ اپنے اپنے اس مقررہ وقت پر وہ تمام چیزیں ظاہر ہوئی ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہوتی رہیں گی جو وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے طے ہے اور اس کی وضاحت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا تقوم الساعة حتى تقتل فئتان عظيمتان

میں مبتلا نہیں ہے، پر شرک کی تہمت لگانے اور اس بنا پر اس پر حملہ کرنے والے کی مذمت ہے اور ظاہر ہے کہ کسی بے گناہ پر تہمت لگانا اور بہتان بازی غلط ہے اور اس کے حق میں کوئی بھی نہیں ہے بلکہ تہمت لگانے والا خود مجرم ہے لیکن یہاں یہ کہاں سے نکلا کہ جس میں واقعتاً شرک پایا جاتا ہو وہ بھی مشرک نہیں ہے اور یہ کہ اس امت میں شرک پایا ہی نہیں جاسکتا۔

بلکہ ان حضرات کے دعویٰ کے برخلاف یہ حدیث تو لوگوں میں شرک کے پائے جانے کی دلیل ہے کیونکہ اس حدیث کے مطابق تو جس پر تہمت لگائی گئی یا پھر تہمت لگانے والا ان دونوں میں سے ایک میں شرک پایا جاتا ہے لہذا ان لوگوں کا یہ دعویٰ کہ اس امت کے لوگوں میں شرک نہیں پایا جاسکتا ان کی اپنی اس پیش کردہ دلیل سے ہی باطل ٹھہرا۔

اور پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث:

”حافظ قوام السنۃ ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل التمیمی الاصبہانی المتوفی (۵۳۵ھ) کی کتاب ”الحجة فی بیان المحجة و شرح عقیدہ اہل السنۃ“ (۴۳۲/۱، دوسرا نسخہ: ۴۵۳/۲، طبع ثانی ۱۹۹۹ء) میں بھی موجود ہے اور اس میں شرک کی بجائے کفر کے الفاظ ہیں: ”رمی جارہ بالكفر و خرج علیہ بالسيف“ ”اس نے اپنے پڑوسی پر کفر کی تہمت لگائی اور اس پر تلوار کے ساتھ حملہ کر دیا۔“ تو میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ”ایہما اولیٰ بالكفر الرامی أو المرمی“ ان دونوں میں سے کفر کے زیادہ لائق کون ہے تہمت لگانے والا یا جس پر تہمت لگائی گئی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلال الرامی۔ بلکہ تہمت لگانے والا (کفر کے زیادہ لائق ہے۔)

اس مضمون کی اور بھی احادیث مروی ہیں ایک میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایما امری قال لأخیه یا کافر فقد باء بها احدهما إن کان قال والا رجعت علیہ۔

(صحیح مسلم: ۶۰)

فیکون بینہما مقتلة عظيمة ودعواهما واحدة ولا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريبا من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله . (صحيح بخاری: ۳۶۰۹، ۷۱۲۱)

”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ (مسلمانوں کی) دو عظیم جماعتوں کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوگی اور دونوں کا دعویٰ بھی ایک ہی ہوگا اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تقریباً تیس کذاب و دجال ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“

اس حدیث میں جنگ صفین کے بارے میں خبر دی گئی ہے جو کہ آپ ﷺ کی وفات کے کچھ ہی عرصہ بعد علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع بھی ہو چکی ہے تو کیا امت مسلمہ میں شرک کے پائے جانے کو صرف قرب قیامت کے ساتھ خاص قرار دینے والے یہ حضرات صدر اول میں جنگ صفین کے واقع ہونے کا انکار کر کے اس حدیث کو بھی قرب قیامت کے آخری لمحات کے ساتھ خاص قرار دے ڈالیں گے؟

اور کیا مسلمہ کذاب، اسود عسی، مختار ثقفی اور مرزا قادیانی جیسے کذابوں و دجالوں کا وجود ظہور بھی ان کے نزدیک ابھی تک نہیں ہوا ہوگا؟ کیونکہ منصب نبوت و رسالت کے جھوٹے دعوؤں کے لیے جو جہالت و ضلالت درکار ہے اور عوام کا ان فتنوں سے متاثر ہو کر ان کو قبول کرنا، شاید یہ بھی ان حضرات کے نزدیک ابھی تک ممکن ہی نہ ہو، جب باقی چیزوں کا انکار نہیں اور نہ ہی انھیں قرب قیامت کے ساتھ خاص قرار دیا جاتا ہے تو پھر اس امت کے لوگوں میں شرک کے پائے جانے کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے قرب قیامت کے ساتھ خاص کیا جاسکتا ہے اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث میں تو کذابوں اور دجالوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس امت میں سے لوگوں کے شرک میں مبتلا ہوجانے کی پیشین گوئی بھی موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وانما اخاف على أمتي الاثمة المضلين واذا وضع السيف في أمتي لم يرفع عنها إلى يوم القيامة ولا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشرکين وحتى يعبدوا الأوثان وإنه سيكون في أمتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدی ولا تزال طائفة من أمتي على الحق .

(سنن أبي داود: ۴۲۵۲، مسند احمد: ۲۷۸ / ۵)

”مجھے اپنی امت پر گمراہ کن ائمہ کا خوف ہے اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو قیامت تک یہ ان سے اٹھائی نہیں جائے گی اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت میں سے قبائل مشرکین کے ساتھ نہ مل جائیں اور یہاں تک کہ قبائل بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا یہی گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔“

اور یہی حدیث درج الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے جن میں آپ ﷺ نے فرمایا:

وإن مما أتخوف على أمتي ائمة مضلين وستعبد قبائل من أمتي الأوثان وستلحق قبائل من أمتي بالمشرکين وإن بين يدي الساعة دجالين كذابين قريبا من ثلاثين كلهم يزعم انه نبي . (سنن ابن ماجه: ۳۹۵۲)

”اور بلاشبہ جن چیزوں کا مجھے اپنی امت پر خوف ہے ان میں سے گمراہ کن ائمہ (بھی) ہیں اور عنقریب میری امت میں سے قبائل بتوں کی پوجا کریں گے اور عنقریب میری امت میں سے قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے اور

ہے جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی تمام صفات و اختیارات میں نہ تو اسباب کے محتاج ہیں اور نہ ہی کسی مخصوص حد تک محدود کہ اس سے آگے اللہ تعالیٰ دیکھ اور سن نہ سکتے ہوں یا مدد نہ کر سکتے ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفات و اختیارات اور مخلوق کی صفات ایک جیسی کیسے ہو گئیں؟ کہ یہ کہہ دیا جائے کہ یہ شرک نہیں ہے تو پھر مخلوق کو فوق الاسباب صفات و اختیارات کا مالک ٹھہرانا بھی شرک نہیں ہے؟ اور پھر ان حضرات کی طرف سے مخلوق کو داتا گنج بخش، غوث اعظم اور مشکل کشا وغیرہ جن صفات و اختیارات کے مالک گردانا جاتا ہے آخر مخلوق کے ان صفات کا حامل ہونے کی دلیل کیا ہے؟

قرآن و سنت تو ان چیزوں کی نفی کرتے ہیں بلکہ ان حضرات کی طرف سے مخلوق کو ان صفات میں فوق الاسباب اختیارات کا مالک سمجھ کر ہی پکارا جاتا ہے اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے اگرچہ عطائی کا نام راجحیل کر کے دل کو بہلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز دیکھتے اور سنتے ہیں، ہر زبان میں ہر وقت اور ہر کسی کی سنتے ہیں، مدد کرتے ہیں اور یہ حضرات جن ہستیوں کو داتا، مشکل کشا، غوث اعظم اور دستگیر مانتے ہیں ان میں خدا کی طرح ہی ان صفات کو فوق الاسباب اور غیر محدود مانتے ہیں۔ جب کہ حضرت علیؓ جویری جھیں یہ لوگ داتا اور گنج بخش کے نام سے پکارتے ہیں، فرماتے ہیں:

”اے علی! مخلوق تجھے داتا اور گنج بخش کے نام سے یاد کرتی ہے حالانکہ تو اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھتا۔ اس بات کو اپنے دل میں جگہ مت دے کیونکہ یہ پندار وغرور کی بات ہے۔ گنج بخش اور رنج بخش ذات حق ہی ہے جو کہ بے چون و بے چگون ہے اور بے شبہ و بے نمون ہے شرک مت کر جب تک کہ تو زندگی بسر کرے وہ ذات حق ہر طرح کیلتا ہے اُس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔“ (کشف الاسرار، ص: ۲۸، طبع: ۱۹۹۹ء، مکتبہ نقشبندیہ، فاروق آباد، شیخوپورہ)

قارئین کرام! اس اقتباس کو بار بار بغور ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ حضرت علیؓ جویری تو داتا، گنج بخش اور رنج بخش جیسے القاب کا

بلاشبہ قیامت سے پہلے تقریباً تیس دجال و کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا یہی گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے۔“ آپ ﷺ اپنی امت پر گمراہ کن ائمہ سے خوف زدہ ہیں اور ساتھ ہی امت میں سے قبائل کے شرک میں مبتلا ہو جانے کی پیشین گوئی بھی موجود ہے اور قبائل کا شرکیہ عقائد و اعمال اپنانا اور اونٹان کی پوجا و عبادت کرنا لوگوں میں شرک کے پائے جانے کا واضح ثبوت ہے جس میں لوگوں کے مبتلا ہو جانے کا آپ ﷺ کو خوف تھا اور جزیرہ عرب میں دیگر شرکیہ اڈوں کے ساتھ ساتھ ”ذوالخلصہ“ کی پوجا بھی ہو چکی ہے جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کیا ان اصحاب کے نزدیک شرک گمراہی نہیں یا پھر گمراہی کا نام صراطِ مستقیم رکھ لینے سے اور عقیدہ توحید کے نام پر شرک کی پشت پناہی سے گمراہی اور شرک امت سے نابود ہو جاتے ہیں؟ یا پھر قرب قیامت کے ساتھ خاص ہو جاتے ہیں؟ کہ اس دور میں جو دل چاہے کرتے رہیں خالص توحید ہی توحید ہے اور شرک کا خوف ہی نہیں؟

⑤..... عوام کو شبہات میں ڈالتے ہوئے یہ مغالطہ بھی دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنتے، دیکھتے، قدرت رکھتے اور مدد کرتے ہیں وغیرہ۔ جب کہ مخلوق بھی یہ کام کرتی ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ حفیظ، علیم، رؤوف اور رحیم وغیرہ صفاتی ناموں سے متصف ہیں اور انسانوں کے لیے بھی یہ نام استعمال ہوتے ہیں جب یہ شرک نہیں ہے تو پھر مخلوق کے لیے داتا، گنج بخش، غوث اعظم، دستگیر، مشکل کشا اور حاجت روا وغیرہ ناموں سے پکارنا اور ان صفات و اختیارات کا مالک سمجھنا بھی شرک نہیں ہے۔ لیکن ان حضرات کی یہ باتیں بھی دھوکہ دہی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، مخلوق کی صفات و اختیارات تحت الاسباب ہیں، وسائل و ذرائع کی محتاج اور محدود ہیں، مخلوق کے دیکھنے اور سننے کی صلاحیت ایک خاص مسافت تک ہے، پردے اور دیوار کے پیچھے اور اپنی طاقت سے زیادہ مخلوق دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی سننے کی طاقت ہے۔ انسان اسباب کے محتاج ہیں اس سے بڑھ کر کسی کی مدد تو درکنار اپنا فائدہ بھی نہیں کر سکتے۔ الغرض تمام صفات میں مخلوق کی یہی کیفیت

فرماتے ہیں۔ اپنے آپ کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ زندگی بھر کبھی ایسا خیال بھی دل میں نہ لانا اور پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنے یا کسی دوسرے کے لیے ان ناموں کا استعمال کسی قسم کے عطائی وغیرہ حیلے تراشے بغیر علی الاطلاق، شرک قرار دیتے ہیں اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”گنج بخش اور رنج بخش ذات حق ہی ہے، شرک مت کر، وہ ذات حق ہر طرح کی بات ہے اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔“

مستحق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی قرار دیتے ہیں کہ ایسے کام کرنا اور ان اختیارات کا مالک ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی ہی صفت ہے اور وہ اس میں یکتا و تنہا ہے اس میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے کہ جو یہ کام کر سکے اور ان القاب سے نوازا اور پکارا جائے، امت کے لوگوں میں شرک کے پائے جانے کا نہ تو انکار کرتے ہیں اور نہ ہی اسے قرب قیامت کے ساتھ خاص قرار دے کر اپنے آپ اور عوام کو دھوکا دیتے ہیں بلکہ جب انھیں معلوم ہوتا ہے کہ جاہل لوگ انھیں بھی ایسے ناموں سے یاد کرنے لگے ہیں تو اس سے اعلان براءت کرتے ہیں، منع

استدراک

جناب حافظ احمد رضا صاحب، السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ، وبعد! اُمید ہے آپ بفضل اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہوں گے۔ بندہ عاجز آپ کی توجہ میاں محمد جمیل صاحب کے ایک مضمون بہ عنوان ”عظیم و منفرد دوست“ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے جو کہ شمارہ: ۱۵، جلد: ۶۴، ص: ۲۶ تا ۳۱ میں شائع ہوا ہے۔ ص: ۳۰ ذیلی عنوان ”خانپور کا بے تاج بادشاہ“ میاں صاحب لکھتے ہیں: ”اس سے پہلے اہل حدیث حضرات کا تعارف بہاؤ پور اور احمد پور شریف تک محدود تھا یہ قاری صاحب کی محنت، اخلاص اور ان کے تخلص ساتھیوں کی رفاقت اور تعاون کا نتیجہ ہے کہ آج خانپور کی شہرت عالم اسلام کے معتد بہ حصہ میں پائی جاتی ہے۔ بہاؤ پور میں مبلغ اہل حدیث پروفیسر حافظ عبداللہ بہاؤ پوری رحمہ اللہ اور احمد پور شریف میں فاروقی خاندان کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں لیکن ان کے اثرات عوام الناس میں قدرے کم تھے۔“

حافظ صاحب! عرض یہ ہے کہ میاں صاحب اپنے عظیم دوست کے بارے میں لکھنے کا مکمل اختیار رکھتے ہیں لیکن انھیں اہل حدیث و اہل السلف مشاہیر علمائے کرام کی مساعی کا تذکرہ بھی کھلے دل سے کرنا چاہیے تھا۔ خانپور میں قاری صاحب رحمہ اللہ جس جماعت کی دعوت پر خطیب مقرر ہوئے تھے انھیں مسلک اہل حدیث کی دعوت دینے والے اور عامل بالقرآن والسنۃ بنانے والے کون تھے؟ بندہ عاجز اچھی طرح جانتا ہے کہ محترم میاں صاحب کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق محدث رحمہ اللہ (مدفون جنت البقیع) کے علمی جاہ و جلال کی خبر یقیناً ہے اور شیخ القرآن وکیل صحابہ رحمہ اللہ مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ کہ جن کی وفات ۱۹۸۶ء میں ماموں کا نجن اہل حدیث کانفرنس میں ہوئی تھی، ان کی دعوتی و تبلیغی مساعی کے اثرات سے مکمل واقفیت رکھتے ہیں اور استاذی پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاؤ پوری رحمہ اللہ کی مسلکی، دینی و اصلاحی خدمات کو خوب خوب جانتے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ نہیں جانتے تو مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ، مولانا شیخ الحدیث ثناء اللہ مدنی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری رحمہ اللہ سے رابطہ کیا جاسکتا تھا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق محدث رحمہ اللہ کے اولین تلامذہ میں سید بدیع الدین شاہ راشدی، شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود جلال پوری اور شیخ القرآن مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ تھے۔ پھر یہ شخصیت ۱۹۴۸ء مکہ مکرمہ ہجرت کر گئی اور دارالحدیث بالمسجد الحرام میں ۳۵ سال بخاری شریف باقاعدہ پڑھائی اور درس قرآن و حدیث سے عوام اور علماء مستفید ہوتے رہے۔ (ملاحظہ کیجئے مضمون الاعتصام کے شمارہ: ۲۲، ۲۳، جلد: ۵۹، ۸، ۱۴ جون، ۱۵، ۲۱ تا ۲۲ جون ۲۰۰۷ء) افسوس کہ میاں صاحب نے بہاؤ پور کی تحریک اہل حدیث کی صحیح تصویر پیش نہیں کی۔ یہاں سے یہ تحریک بلا دُعا و عرب اور خصوصاً سعودی عرب (حرمین شریفین) تک پھیل گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے، آمین۔ (والسلام مع الاکرام الخو کم فی الدین، پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق فاروقی، لاہور)

مجدد دین امت اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمہ اللہ

ابوجزہ سعید مجتبیٰ سعیدی

فاضل مضمون نگار محترم مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی رحمہ اللہ ایک فاضل مترجم، محقق، خدمت حدیث پاک میں مستعد علمی شخصیت ہیں جو مسلکی و علمی خدمات کے اعتبار سے گراں قدر خدمات کی حامل پنجاب کی مشہور درس گاہ دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیر والہ کے فاضل، مدینہ یونیورسٹی سے فارغ اور جماعتی حلقوں میں جن کے مضامین اعتماد و استناد کی علامت جانے جاتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ نبوت کی اپنے مسمیٰ کے اعتبار سے قابل قدر علمی خدمات بھی اصحاب علم پر عیاں ہیں۔ آج کل وہ اپنے موضوع کے لحاظ سے جملہ مسلمان علماء کی تصانیف شائع کر کے رد قادیانیت پر ایک اہم علمی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ نبوت نے حال ہی میں پانچ کتب پر مشتمل ایک علمی مجموعہ شائع کیا ہے۔ جس میں ایک کتاب محترم پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمہ اللہ کی بھی ہے۔ جو ہر صدی کے مجددین کے تعارف و تذکرہ پر مشتمل ہے۔ محترم چشتی رحمہ اللہ نے مجددین کی فہرست صاحب عون المعبود مولانا ابوالطیب محمد شمس الحق رحمہ اللہ کے حوالے سے عون المعبود سے نقل کی ہے۔ فاضل گرامی مولانا سعیدی رحمہ اللہ نے مراجعت کرتے ہوئے عون المعبود کو دیکھا تو اس میں تین نام وہ تھے جن کا مولانا ڈیانوی رحمہ اللہ نے ذکر نہیں کیا جس کو دیکھ کر انھوں نے یہ علمی نشان وہی کر دی تا کہ تاریخ درست ہو جائے۔ سلیم چشتی رحمہ اللہ مولانا محمد عطاء اللہ رحمہ اللہ کے غانت درجہ نیاز مند تھے بلکہ وہ اپنے تلمذ کا دعویٰ بھی کرتے تھے۔ اسی طرح مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ بھی چشتی رحمہ اللہ کے منصفانہ مزاج اور محققانہ ذوق کے پیش نظر ان سے بہت احترام سے پیش آتے تھے، بلکہ مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کی خواہش پر محترم چشتی صاحب رحمہ اللہ چند ماہ تک دارالدعوة السلفیہ میں درس قرآن حکیم بھی دیتے رہے جس میں احقر کو بھی شرکت کی سعادت حاصل رہی۔ ان کے محققانہ ذوق، منصفانہ مزاج اور عدل پسند طبیعت سے اس فروگزاشت کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ناشرین نے اگر اضافہ یا ”استدراک“ لکھنا ہی تھا تو الگ حاشیے میں تحریر فرما دیتے تاکہ عون المعبود کی مراجعت سے ان کی یہ جرأت تو طشت از بام نہ ہوتی۔ (ادارہ)

اور جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمہ اللہ، اپنی کتاب شناخت مجدد میں رقم طراز ہیں:

۱: مجدد کے لیے (مجدد ہونے کا) دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔

۲: عام مسلمانوں کے لیے مجدد کی شناخت ضروری نہیں۔

۳: اس کے تقدس اور تورع کو دیکھ کر اس کی خدمات دینیہ کو دیکھ کر اس کی طرف گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مجدد ہے۔

۴: وہ لوگوں کو کتاب اور سنت کی طرف بلاتا ہے۔

(اختصاف: ۳۵۷/۶)

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ مجدد کا منصب نبوت یا رسالت کی طرح نہیں کہ اس کا جاننا یا اس پر ایمان لانا ضروری ہو یا کسی کے مجدد ہونے سے اختلاف کرنے والے پر کوئی فتویٰ صادر کیا جاسکتا ہو بلکہ عین ممکن ہے کہ ایک وقت میں عالم اسلام میں مختلف لوگ مختلف جہات سے دین کی تجدید و تبلیغ میں مصروف ہوں۔ اور کسی علاقے کے لوگ کسی کی خدمات کے پیش نظر اسے مجدد سمجھنے لگیں اور کسی دوسرے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے اندر اس امت میں ایک ایسا آدمی پیدا کرتا رہے گا جو اس کے دین کو از سر نو قائم اور مضبوط کرتا رہے گا۔ (سنن ابی داؤد: ۴۲۹۱، المستدرک للحاکم: ۵۲۲/۴)

اس حدیث کی توضیح میں برادر مکرم مولانا ابوعمار عمر فاروق سعیدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”یہ بہت بڑا انعام ہے کہ امت میں ایسے صالحین پیدا ہوئے اور آئندہ بھی ہوں گے جو دین کے معاملے میں ایسی خدمات سرانجام دیں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہوں گی۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ خود انھیں بھی اس کا احساس ہو یا لوگوں میں ان کا مجدد کی حیثیت سے تعارف ہو یا وہ خود اپنا چرچا کرتے پھریں۔ بلکہ ان کی خدمات جلیلہ سے علمائے حق میں ان کے متعلق یہ صفت جانی جائے گی ممکن ہے کہ وہ مجاہد ہو، یا حاکم یا داعی۔“ انتہی

علاقے کے لوگ اس کے سوا دوسرے کسی شخص کو مجدد قرار دیں۔
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھائیس اشعار پر مشتمل ایک قصیدے میں اپنے دور تک کے ہر صدی کے مجدد کا نام لکھتے ہوئے اپنے متعلق اظہار کیا ہے کہ امید ہے کہ اپنے دور کا مجدد میں ہوں۔ آپ کے اس قصیدے کا عنوان ”تحفة المہتدین باخبار المجددین“ ہے۔ سنن ابی داؤد کے شارح امام ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے عون المعبود کی جلد چہارم کے صفحہ ۸۱ پر یہ منظومہ درج کیا ہے اور حدیث مجدد کی خوب شرح کی ہے جو کتاب کے پانچ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور لائق مطالعہ ہے۔ آپ نے اپنے علمی رجحان کے مطابق ہر صدی کے مجدد کی جو تفصیل ذکر کی ہے، وہ یوں ہے:

پہلی صدی ہجری: امام ابن شہاب زہری، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، حسن بصری، محمد بن سیرین، محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ۔

دوسری صدی ہجری: امام الجرح والتعديل امام یحییٰ بن معین۔

تیسری صدی ہجری: امام ابو عبد الرحمن شعیب النسائی صاحب السنن۔

چوتھی صدی ہجری: امام حاکم صاحب المستدرک، امام حافظ عبدالغنی بن سعید المصری۔

نویں صدی ہجری: امام جلال الدین سیوطی۔

دسویں صدی ہجری: امام شہاب الدین الرملی۔

گیارہویں صدی ہجری: ابراہیم بن الحسن الکوردی الکورانی نزیل المدینۃ المنورۃ۔

بارہویں صدی ہجری: الشیخ صالح بن محمد بن نوح الفلانی نزیل المدینۃ المنورۃ۔ السید مرتضیٰ الحسینی الزبیدی۔

تیرہویں صدی ہجری: کے مجدد کے بارے میں انتہائی عقیدت و احترام سے یوں رقم طراز ہیں:

شیخنا العلامة النبیل والفہامۃ الجلیل،

نبراس العلماء الاعلام، سامی المجدد

الاثیل والمقام والقدر المحمود والفخر

المشہود حسن الاسم والصفات، رب الفضائل والمکرمات، المحدث، المفسر الفقیہ، التقی، الورع، النبیہ، الشیخ الاکمل الاسعد السید الاجل الامجد، رحلة الآفاق، شیخ العرب والعجم بالاتفاق، صاحب کمالات الباطن والظاهر ملحق الاصاغر بالاکابر شیخنا وبرکتنا السید نذیر حسین جعلہ اللہ تعالیٰ ممن یؤتی اجرہ مرتین ولا زالت انوار معارفہ مدی الايام لامعة وشموس عوارفہ فی فلک المعالی ساطعة، وحماء اللہ من حوادث الازمان ونکیاتہا واعز محلہ فی الجنان بأعلیٰ درجاتہا۔

اس کے بعد دوسرے نمبر پر لکھتے ہیں:

و شیخنا العلامة، البدر المنیر، الفہامۃ، العمدة النحریر، ذوا المناقب الجلیلة والمحامد الشریفۃ، المدقق، الکامل، والبحر الذی لیس لہ فی سعة النظر من ساحل، جمال العلماء الصالحین شیخ الاسلام والمسلمین، المحدث، المتقن، المتبحر، الفطن القاضی حسین بن محسن الانصاری، الخزر جی، السعدی، الیمانی، ادام اللہ برکاتہ علینا۔

اس کے بعد تیسرے نمبر پر لکھتے ہیں:

والعلماء الاجل المحدث الفاضل الاکمل، جامع العلوم الغزیرۃ، ذو التصانیف الکثیرۃ، النواب صدیق حسن خان البوفالی، القنوجی تغمدہ اللہ بغفرانہ وادخلہ بحبوحۃ جنانہ۔

حدیث اور اس کی شرح میں امام ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ کی نگارشات کی روشنی میں مجدد کے متعلق خاصی مفصل اور مفید بحث کی ہے جو کہ لائق مطالعہ ہے۔

تاہم حیرت ہے کہ کتاب کے صفحہ ۳۵۸ پر ہر ہر صدی کے مجددین کی فہرست جو ان کے بقول انھوں نے عون المعبود کی عبارات سے مرتب کی ہے، اس میں ان موصوف نے بعض ایسے نام بھی شامل کر دیے ہیں جن کا عون المعبود میں ذکر تک نہیں۔ چنانچہ انھوں نے عون المعبود کے حوالے سے گیارہویں صدی کے مجددین میں مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا، بارہویں صدی کے مجددین میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا اور تیرہویں صدی میں مولانا محمد قاسم دیوبندی رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔

جناب چشتی صاحب کو ان تینوں بزرگوں کے مجدد ہونے پر اصرار یا گمان ہو تو ان پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔ تاہم عون المعبود یا اس کے مصنف کے حوالے سے ایسی بات لکھنا جس کا انھوں نے ذکر تک نہیں کیا، اسے علمی دنیا میں کیا نام دیا جائے؟ اس کا فیصلہ ہم دیانت دار اہل علم پر چھوڑتے ہیں۔ الی اللہ المشتکی۔

اس کے بعد علامہ شمس الحق فرماتے ہیں: ان تین عظیم المرتبت بزرگوں کے متعلق میرا گمان ہے کہ یہ تینوں حضرات یا ان میں سے کوئی ایک تیرہویں صدی کے مجدد ہیں۔ حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اسی کا علم کامل ترین ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان نے احتساب قادیانیت کے عنوان سے ایک ضخیم کتابی سلسلہ شروع کیا ہے جس میں تمام مسالک کے اہل علم کے وہ تمام رسائل اور کتابیں شائع کی جا رہی ہیں جو انھوں نے قادیانیت کے رد میں لکھی ہیں۔ احتساب قادیانیت کی جلد ششم ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں درج ذیل پانچ علمی رسائل شامل ہیں:

- ۱: غایت المرام: از قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ
 - ۲: تائید الاسلام: از قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ
 - ۳: مرزا قادیانی اور نبوت: از قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ
 - ۴: ختم نبوت: از پروفیسر یوسف سلیم چشتی
 - ۵: شناخت مجدد: از پروفیسر یوسف سلیم چشتی
- ”شناخت مجدد“ میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے سنن ابی داؤد کی

دس کتابیں مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے درج ذیل دس کتابیں مفت زیر تقسیم ہیں:

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور
کی طرف سے اہم اعلان

- | | | |
|---------------------------------|---|-------------------------|
| ۱: طلاق قرآن و سنت کی روشنی میں | ۲: مسلک اہل حدیث پر ایک نظر | ۳: صراط مستقیم کی پہچان |
| ۴: کتاب الکبائر | ۵: مسائل رمضان المبارک | ۶: مسائل زکاۃ |
| ۷: مسلمانوں کے شب و روز | ۸: عقیدہ کی خرابیاں اور ان سے بچنے کے طریقے | |
| ۹: آداب نماز | ۱۰: حرز اعظم | |

خواہش مند حضرات مبلغ پچاس روپے کے ڈاک ٹکٹ برائے ڈاک خرچ بھیج کر مفت طلب فرمائیں۔
ملک بھر کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین حضرات اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل سات اشتہارات کا معروف فورکٹر مدلل رنگین اور خوب صورت مکمل سیٹ منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد میں آویزاں کریں۔ مسائل حقیقی ترویج کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا تحریری وعدہ آنا ضروری ہے۔ لٹرچر کی تقسیم پندرہ شعبان تک جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ

(مولانا) محمد یونس راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور، ضلع راجن پور، پنجاب۔ موبائل: 0333-8556473

بناؤ سنگھار شوہر کا حق

ام عبدنیب

شوہر کی موجودگی میں بناؤ سنگھار:

اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں خصوصاً عہد نبوت میں عورتیں شوہر کی غیر موجودگی میں معمولی حالت میں رہتیں لیکن شوہروں کی آمد کے وقت، ان کے استقبال کے لیے یا ان کی موجودگی میں بن سنور کر رہتی تھیں۔

اسی مضمون کی حدیث درج ذیل حوالوں کے ساتھ بھی ہے:
(صحیح مسلم: ۹۷۱۵، نسائی: ۱۴۶، احمد: ۲۹۸/۳، ۳۵۵، صحیح بخاری: ۵۳۴۳، ۵۳۴۵، ۵۳۴۷)

نبی اکرم ﷺ کی زوجات مطہرات بھی آپ کے لیے بناؤ سنگھار کرتی تھیں لیکن کس قسم کا؟ اس کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی درس اور زعفران سے رنگی ہوئی ایک چادر تھی۔ آپ ﷺ اسے لے کر اپنی بیویوں کے پاس آتے۔ جس بیوی کی (باری کی) رات ہوتی تو وہ اسے پانی سے تر کر لیتی (تا کہ اس میں لگی ہوئی رنگ دار خوشبو مہک اٹھے) اور جب دوسری بیوی کی باری ہوتی تو وہ اس کو (استعمال کے لیے) تر کر لیتی۔ (السلسلة الصحيحة: ۲۱۰۱۔ خطیب فی تاریخہ:

۱۳/۳۲۰۔ ابو شیخ فی اخلاق النبی ص: ۱۶۹)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کیا۔ ایک دن سلمان رضی اللہ عنہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے دیکھا کہ ان کی بیوی زیب و زینت ترک کیے ہوئے ہے۔ انھوں نے پوچھا: اے ام الدرداء! تجھے کیا ہوا؟ وہ کہنے لگیں: تیرا بھائی ابو درداء رات کو نماز میں لگا رہتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے اور دنیا کی کسی چیز سے اسے دلچسپی نہیں۔ اتنے میں ابو درداء تشریف لائے۔ انھوں نے سلمان رضی اللہ عنہ کو مرحبا کہا اور

ہمارے ہاں شادی شدہ عورت کے لیے بناؤ سنگھار اسی وقت روا سمجھا جاتا تھا جب اس کا شوہر اس کے گھر میں موجود ہوتا، اگر شوہر کسی طویل سفر پر چلا جاتا یا اس نے کہیں چند دن رہنا ہوتا تو بیوی اس کی غیر موجودگی میں نہ تو بھڑکیلے چمکیلے کپڑے پہنتی، نہ خاص قسم کے اور خاص موقعوں والے زیورات پہنتی اور نہ ہی میک اپ (بناؤ سنگھار) کی چیزیں استعمال کرتی۔

جس دن شوہر نے سفر سے واپس آنا ہوتا اس روز وہ اس کے آنے کے وقت گھر کو بھی صاف ستھرا کرتی، بچوں کو نہلاتی دھلاتی اور خود بھی حسب استطاعت یا شوہر کے حسب پسند بنتی سنورتی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے، انھوں نے اپنی سواری کو تیز دوڑانا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے وجہ پوچھی۔ انھوں نے عرض کیا: میں نے نکاح کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کنواری سے یا شوہر دیدہ سے۔ انھوں نے عرض کیا: شوہر دیدہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے کنواری سے کیوں نہ کیا کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے والد شہید ہو گئے اور انھوں نے سات بیٹیاں چھوڑ دی ہیں، مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ ان میں انہی جیسی ایک لڑکی لے آؤں، میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے تاکہ وہ ان کے سر کے بالوں میں کنگھی کرے اور ان کی دیکھ بھال کرے۔ رسول اللہ ﷺ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں پہنچے اور دو رکعت نماز ادا کی اور سیدنا جابر سے فرمایا: کچھ دیر ٹھہر جاؤ تاکہ پریشان بالوں والی کنگھی کرے اور استرے سے (زیر ناف) بال صاف کر لے اور بناؤ سنگھار کر لے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ)

تمہارے شوہر موجود ہیں یا غائب؟ اس نے کہا: موجود تو ہیں لیکن غائب کے مانند ہیں۔ میں نے دریافت کیا: کیا مطلب؟ اس نے جواب دیا: عثمان کو نہ دنیا سے رغبت ہے نہ عورتوں کی چاہت۔ ام المومنین بیان کرتی ہیں کہ میرے ہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے آپ کو اس بات سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے فرمایا: کیا تمہارا اس چیز کے ساتھ ایمان ہے جس کے ساتھ ہمارا ایمان ہے؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم ہمارے اسوہ کو کیوں نہیں تھام رہے..... اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: فاصنع کما نصنع ”پھر ویسے ہی کرو جیسے ہم کرتے ہیں۔“ (مسند احمد: ۱۰۶/۶، بلوغ الامانی: ۱۶/۲۳۳)

یاد رہے کہ جب عورت بناؤ سنگھار کسی بھی نوعیت کا کرے تو عورتوں کو اس کا پتا چل ہی جاتا ہے اس کے کچھ نہ کچھ آثار چہرے، لباس وغیرہ پر ظاہر ہو ہی جاتے ہیں، چاہے عورت باہر جاتے ہوئے بناؤ سنگھار نہ بھی کرے۔

بناؤ سنگھار میں شوہر کی پسند کا خیال:

ہمارے معاشرے میں درمیانے اور نچلے طبقے کی خواتین صرف گھر سے باہر جاتے ہوئے بناؤ سنگھار کرتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے شوہر نے کبھی ان سے بننے سنورنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ بیوی کو بناؤ سنورا دیکھنے کے مزاج کے لحاظ سے تین طرح کے شوہر ہیں:

☆ جو بیوی کو بناؤ سنورا دیکھنا چاہتے ہیں اور اسے بننے سنورنے کے لیے کہتے ہیں ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ جس ماحول میں عورتوں میں رہ کر کسب معاش کرتے ہیں وہاں عورتوں کا فتنہ عام ہے، لہذا وہ اپنی بیوی کو کہہ کر جائز حق وصول کرتے اور خود کو گناہ سے بھی بچاتے ہیں اور جب شوہر یہ چاہے تو عورت پر بناؤ سنگھار کرنا فرض ہو جاتا ہے ورنہ باہر کا فتنہ اثر انداز ہونے کا خدشہ ہے۔

ساتھ ہی کھانا پیش کر دیا۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ بھی کھائیں۔ انھوں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ سلمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تم ضرور روزہ افطار کر دو، میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہیں کھاؤ گے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ سلمان رضی اللہ عنہ رات ان کے ہاں ٹھہرے۔ جب رات کو سونے کا وقت ہوا تو ابو درداء نے قیام کا ارادہ کیا، تو سلمان رضی اللہ عنہ نے انھیں منع کر دیا اور کہا: اے ابو درداء تیرے اوپر تیرے جسم کا بھی حق ہے۔ اور تیرے اوپر تیرے رب کا بھی حق ہے، تیرے اوپر تیری بیوی کا بھی حق ہے۔ تو روزہ رکھ اور افطار بھی کر۔ تو نماز بھی پڑھ اور اپنے گھر والوں کے ساتھ بھی وقت گزار۔ ہر صاحب حق کو اس کا پورا پورا حق ادا کر۔ جب فجر قریب ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو چاہتا ہے تو اب اٹھ جا۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں اٹھے، وضو کیا، نماز تہجد پڑھی، پھر صبح کی نماز کے لیے چلے گئے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے قریب آئے تاکہ انھیں خبر دے سکیں جو ان کے ساتھ رات کو سلمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو درداء بے شک تیرے اوپر تیرے جسم کا حق ہے، پھر وہی کچھ کہا جو ان کو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: سلمان نے بالکل سچ کہا۔ (بخاری: ۱۷۰۴، ۱۷۱۱، ترمذی: ۲۹۰۳، بیہقی: ۲۷۶/۴، ابن ماجہ: ۳۲۳/۲)

یاد رہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب ہجرت کے بعد مواخات ہوئی تھی اور ابھی حجاب یعنی پردے کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے۔ جب پردے کے احکامات نازل ہوئے تو پھر نامحرم مردوں کے سامنے عورتیں ضرورت کے وقت ہی آتیں اور حجاب کر کے ہی سامنے آتی تھیں۔ جب کہ مردوں کو اگر کچھ لینا دینا ہوتا تو وہ باہر دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہو کر چیز یا پیغام لے دے لیتے۔

اسی سے ملتا جلتا واقعہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا ہے جو درج ذیل ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی خوشبو اور خضاب استعمال کیا کرتی تھی۔ پھر اس نے ان کا استعمال ترک کر دیا۔ وہ میرے ہاں آئی تو میں نے اس سے پوچھا: کیا

☆ وہ شوہر جو بیوی کو بناؤ سنگھار دیکھنا چاہتے ہیں لیکن اسے سختی سے نہیں کہتے لیکن بنی سنوری عورت کے فتنے میں وہ باہر کی دنیا میں مبتلا ہو جاتے ہیں چاہے یہ صرف دیکھنے، بات کرنے یا باہم مسکرانے کی حد تک ہی ہو۔

جب کہ کچھ مرد یہ سمجھتے ہیں کہ گھر میں عورت بیوی ہے جس کا کام گھر اور بچے سنبھالنا ہے۔ جب کہ باہر وہ باقاعدہ گرل فرینڈ کا انتظام کر لیتے ہیں۔ جو کبیرہ گناہ تو ہے ہی، جب بیوی کو پتا چلے تو اسے آگ لگ جاتی ہے جس میں اکثر انجام میاں بیوی میں مستقل ناچاقی یا علیحدگی کی صورت میں ہوتا ہے۔

☆ بعض مرد بیوی کے بننے سنورنے کی بجائے اس کے نیک اور سلیقہ مند ہونے کو اہمیت دیتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عورت کی خوبی میک اپ کرنے میں نہیں ایک بہترین گھریلو عورت اور ازواجی تعلق میں خیر خواہ ہونے میں ہے ایسے لوگوں کا گھر دنیا میں ہی جنت کا نمونہ ہوتا ہے۔

بہر حال عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے لیے کسی نہ کسی حد تک ضرور بنے سنورے شوہر مطالبہ کرے یا نہ کرے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! بہترین عورت کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا:

التی تَسْرُهُ اِذَا نَظَرَ، تُطِيعُهُ اِذَا امَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ.

(صحیح نسائی للالبانی: ۳۰۳۰)

”جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے،

جب کسی بات کا حکم دے تو اس کی اطاعت کرے نیز عورت

کی جان اور مال کے معاملے میں شوہر جس چیز کو ناپسند کرتا

ہو اس میں اس کی مخالفت نہ کرے۔“

عورت پر بناؤ سنگھار کے معاملے میں بھی شوہر کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ بعض شوہر ایسے ہوتے ہیں جو بناؤ سنگھار پسند ہی نہیں کرتے، انہیں بیوی سادہ حالت ہی میں اچھی لگتی ہے، یقیناً ایسے شوہر

شریف انفس بھی ہیں اور دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش رہنے والے بھی۔ ایسی صورت میں عورت کو زینت ترک کر دینا چاہیے۔

اگر شوہر کے مالی حالات مہنگے زیور اور مہنگے لباس پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو عورت کو اس معاملے میں شوہر پر مالی بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ عورتوں کی دیکھا دیکھی یا عورتوں میں اپنی مالی برتری کا رعب ڈالنے کے لیے مہنگے لباس اور مہنگے زیور کا مطالبہ کرنا درست نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کو معمولی چیزوں کے ساتھ بننے سنورنے کی ترغیب دی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ! میرے پاس سونے کے دو کنگن ہیں۔ آپ نے فرمایا: آگ کے دو کنگن ہیں۔ وہ عورت کہنے لگی: یا رسول اللہ! ایک سونے کا طوق ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ آگ کا ہے۔ اس عورت نے کہا: میرے پاس دو بالیاں ہیں۔ آپ نے فرمایا: آگ کی دو بالیاں ہیں۔ راوی نے کہا: اس عورت کے پاس سونے کے دو کنگن تھے، اس نے اتار کر پھینک دیے اور بولی یا رسول اللہ! اگر عورت اپنا بناؤ سنگھار نہ کرے تو وہ خاندان کے سامنے بے وقعت ہو جائے گی۔ اس پر آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتی کہ وہ چاندی کی بالیاں بنوائے پھر اس کو زعفران یا غیر سے زرد رنگ کرے۔ (سنن نسائی: ۹۴۳۳)

اس حدیث میں آپ نے زیور کو آگ میں سے فرمایا یا آگ کا زیور فرمایا۔ اس سے یوں لگتا ہے کہ جیسے عورت کے لیے کوئی بھی سونے کا زیور پہننا جائز نہیں، جب کہ دیگر احادیث سے پتا چلتا ہے کہ جب عورت زیور کی زکاۃ ادا کرے تو پھر سونے کا زیور پہننا بھی اس کے لیے جائز ہے۔ (دیکھیے: زیور، زکاۃ اور خواتین)

آپ نے عورت کو چاندی کے زیور پیلے رنگ سے رنگ کر پہننے کا مشورہ دیا، گویا آپ پسند کرتے تھے کہ عورتیں بھاری بھر کم اور مہنگے طلائی زیور پہننے کی بجائے معمولی زیور پر اکتفا کریں اور معمولی چیزوں سے بناؤ سنگھار کی ضرورت پوری کر لیا کریں۔

ذریعہ اللہ سے مدد مانگیں اور اسی بات کو قبول کریں جو حق ہے۔ ان شاء اللہ! یا تو اللہ تعالیٰ مرد کا ذوق بدل دے گا یا رب کریم عورت کی سادگی ہی کو شوہر کی نظر میں خوب صورت بنا دے گا۔

شوہر کی ذمہ داری بناؤ سنگھار کے معاملے میں:

بیوی کا بننا سنورنا اس کے شوہر کا حق ہے لیکن شوہر کو یہ اجازت نہیں کہ بیوی سے ایسے بناؤ سنگھار کا مطالبہ کرے جسے شریعت نے حرام و ممنوع قرار دیا ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں حرام و ممنوع بناؤ سنگھار کی فہرست گزر چکی ہے۔

دورِ حاضر کے مرد اسلامی تعلیمات سے واقف نہیں ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ وہ بے حیا اور آبرو باختم عورتوں کی تصویریں دیکھتے ہیں اور ہر جگہ پر انھیں جن عورتوں سے سابقہ پڑتا ہے یا جن عورتوں پر نظر پڑتی رہتی ہے وہ سب بناؤ سنگھار کے وہ تمام کام کرتی ہیں جو شریعت کی نظر میں حرام ہیں اور ان کے کرنے والے یا کرنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

ایک مسلمان کو صحابہ کرام کی طرح بیوی کے معاملے میں اتنا غیرت مند ہونا چاہیے کہ وہ اس میں بے حیائی والی کوئی بات بھی برداشت نہ کرے، بیوی کو سمجھائے، سرزنش کرے تاکہ بیوی اس کی بات کو مان لے۔ مسلمان مردوں کے لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درج ذیل واقعے میں بہت بڑا سبق موجود ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ وہ (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ اللہ نے لعنت کی ہے گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر، چہرے کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور دانتوں کو خوب صورتی کے لیے کشادہ کرنے والیوں پر، اللہ تعالیٰ کی تخلیق بدل دینے والی عورتوں پر۔ اس بات کی خبر بنو اسد کی ایک عورت ام یعقوب کو پہنچی وہ قرآن حکیم کی تلاوت کیا کرتی تھی۔ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے لعنت کی ہے گودنے والی، گدوانے والی چہرے کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی، دانتوں کو خوب صورتی کے لیے کشادہ کرنے والی

اگر شوہر مناسب زیب و زینت پسند کرتا ہے، یعنی شرعی نقطہ نظر سے جائز ہے تو عورت کو شوہر کی پسند کا خیال رکھنا چاہیے کیوں کہ بیوی کا فرض ہے کہ وہ شوہر کو خوش و خرم رکھنے کی کوشش کرے۔

اکثر شوہر بیویوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ بناؤ سنگھار کرتے ہوئے وہی کچھ کریں گی جو دورِ حاضر کا بے راہ اور گم راہ معاشرہ کر رہا ہے۔ شوہر کا یہ توقع رکھنا ہی ناجائز ہے اور عورت کا اس توقع کو پورا کرنا بھی ناجائز۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

لا طاعة في معصية الله انما الطاعة في المعروف . (مسلم، کتاب الامارۃ)

”اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں اطاعت صرف معروف میں ہے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت ہر انسان کی اطاعت پر مقدم ہے، اس لیے مسلمان جو کام بھی کرے سب سے پہلے وہ شریعت کی حدود دیکھے، اللہ کے احکام دیکھے اور انہی کے مطابق عمل کرے۔

دورِ حاضر میں عورت کا فتنہ اس قدر عریاں اور عام ہو گیا ہے کہ مردوں کے خیال میں خوب صورت عورت وہی ہے جو فاحشہ عورتوں اور ماڈل گرل، فلمی عورتوں کی طرح کے غیر سائر لباس پہنے، ان کے انداز میں بال اور بھنوائیں بنائے۔ انھی کی طرح نکلے اور کمینے فیشن کرے، مرد عورت سے یہ منوا بھی لے تو بات یہاں آکر نہیں رکتی بلکہ پھر مرد یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی بیوی ماڈل گرل اور کال گرل کی طرح تصویریں کھنچوائے، پھر شوہر یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کی بیوی اس کے ساتھ ہوٹلوں میں جا کر راتیں گزارے اور وہاں وہی حرکات کرے جو گھر سے بھاگی ہوئی باغی اور ذلیل عورتیں کرتی ہیں۔

خواتین کو چاہیے کہ وہ حرام و ممنوع بناؤ سنگھار کرنے میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کریں۔

بعض عورتیں پریشان ہو جاتی ہیں کہ ان کے حرام و ممنوع سنگھار نہ کرنے کی وجہ سے شوہر دوسری عورتوں کی طرف مائل ہو جائیں گے، اس بیوی سے نفرت کرنے لگیں گے۔ ایسی عورتوں کو چاہیے کہ دعا کے

اور اللہ کی تخلیق کو بدل دینے والی پر، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور (یہ بات تو) اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اس عورت نے کہا: میں نے تو دو جلدوں میں جس قدر قرآن حکیم تھا وہ سب پڑھ ڈالا، مجھے یہ حکم نہیں ملا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو قرآن حکیم پڑھتی (جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے غور کر کے) تو ضرور تجھے یہ حکم مل جاتا۔ اللہ فرماتا ہے: رسول تم کو جو کچھ بتلا دے اسے تمہارے رکھو اور جس سے منع کر دے اس سے باز رہو۔ وہ عورت بولی: ان میں سے بعض کام تو تمہاری بیوی بھی کرتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جاؤ جا کر دیکھ لو۔ ام یعقوب آپ کی بیوی کے پاس گئی تو ان (لعنت والے) کاموں میں سے کچھ بھی نہ پایا اور آ کر کہنے لگی: ان میں سے کوئی بات میں نے نہیں دیکھی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ ایسا کرتی تو ہم اس کے ساتھ نہ رہتے۔ (مسلم، کتاب اللباس والزینہ)

اس حدیث سے درج ذیل امور کا پتا چلتا ہے:

☆ ام یعقوب نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اس کے گھر جا کر غور سے دیکھا، اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ عام عورتوں کے لیے صحابیات نمونہ تھیں۔

☆ ام یعقوب نے اعتراف کیا کہ آپ کی بیوی نے ان میں سے کوئی بھی کام نہیں کیا ہوا۔ معلوم ہوا صحابیات ممنوع بناؤ سنگھار نہیں کرتی تھیں۔

☆ اگر بیوی کوئی حرام کام بناؤ سنگھار میں یا کسی بھی معاملے میں کرتی ہو تو شوہر کو چاہیے کہ اسے روکے۔

☆ مسلمان مرد کو شریعت کی حدود کا پاس رکھنے والی عورت سے نکاح کرنا چاہیے۔

☆ صحابیات ایسا بناؤ سنگھار نہیں کرتی تھیں جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے روک دیا ہے۔

☆ بہت سے اوامروناہی ایسے ہیں جو قرآن حکیم کی بجائے سنت رسول ﷺ میں موجود ہیں۔

☆ قرآن پاک کی تلاوت پورے غور و خوض کے ساتھ کرنا چاہیے۔
☆ جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی اس پر صحابہ بھی لعنت کرتے تھے۔

اس حدیث کی رو سے میک اپ سے متعلق درج ذیل کام ایسے ہیں جن کے کرنے والی پر اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور صحابہ کرام کی بھی لعنت ہے۔

☆ گودنا اور گودانا

☆ چہرے کے بال اکھیڑنا جس میں ابرو کے بال بھی شامل ہیں۔

☆ دانتوں کو خوب صورتی کے لیے کشادہ کرنا

☆ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ صورت کو تبدیل کر دینا

یہ بھی ممکن ہے کہ مرد تو ممنوع زیب و زینت کو پسند نہ کرتا ہو لیکن عورت ایسا کرنا چاہتی ہو۔ مرد کو چاہیے کہ ایسی صورت میں حکمت اور نرمی کے ساتھ عورت کو سمجھائے اور اللہ سے دعا بھی کرے عورت کو احادیث کی کتب کا مطالعہ کروائے اور متعلقہ موضوع پر کتابیں بھی لا کر پڑھنے کو دے۔ نیز اپنی بیوی کو ملاقات کروانے کے لیے پابند شریعت خواتین کی خدمت میں لے جایا کرے۔

یاد رہے کہ ہم نشینی و مجالست کا اثر سب سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ یہ ہر گز بے ہوشی و غفلت سے نہ کرنا چاہیے۔

بیوی کو ان چیزوں اور جگہوں سے دور رکھے جن کو دیکھ کر نا جائز بناؤ سنگھار یا دیگر بے حیائی کے کاموں کی تحریک پیدا ہوتی ہے، مثلاً: بدچلن اور ماڈرن عورتوں کی دوستی، بے راہروی پھیلانے والے رسائل پڑھنا، انٹرنیٹ اور ٹی وی پر اس قسم کے مناظر دیکھنا، بازاروں میں جانا، مخلوط تقریبات میں شامل ہونا وغیرہ۔

سعودی عرب کے علماء لکھتے ہیں:

”یہ لڑکیاں جو مجلات میں دیکھتی ہیں اس کی نقالی کرتی ہیں،

میں کہتا ہوں مومنہ عورتوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ اس

طرح کے فیشن سے اوپر اٹھیں اپنی بالادستی اور رفعت کو ظاہر

(باقی صفحہ نمبر ۳۲ پر ملاحظہ کیجیے)

مولانا عبدالجبار سلفی رحمہ اللہ

محمد اسحاق بھٹی

۲۵

عبدالجبار سلفی سے ملاقات کرتے ہیں۔

۱۹۵۴ء میں یہ فقیرِ ہفت روزہ ”الاعتصام“ کے ایڈیٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا تھا۔ اس وقت حضرت مولانا محمد جونا گڑھی دہلوی کے فرزند گرامی محمد محمود مین دہلوی اس اخبار میں بطور منیجر کام کرتے تھے۔ وہ خوش خط، خوش کلام اور خوش لباس نوجوان تھے۔ قیام پاکستان سے چار پانچ سال بعد دہلی سے پاکستان آئے تھے اور تقسیم ملک سے قبل سے میرے ان سے دوستانہ مراسم قائم تھے۔ دہلی سے آنے کے بعد انھوں نے اوکاڑہ میں سکونت اختیار کی۔ اوکاڑہ آنے کی وجہ یہ تھی کہ مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ یہاں اقامت فرماتے تھے، جن کی شادی ۱۹۴۲ء میں محمد محمود مین کی ہمیشہ (یعنی مولانا محمد جونا گڑھی کی صاحبزادی ہاجرہ سے ہوئی تھی) اس نیک بخت خاتون سے مولانا لکھوی کی زینہ اولاد تین بیٹے ہیں۔ بڑے مولانا بارک اللہ لکھوی ایم اے، ان سے چھوٹے ڈاکٹر زعیم الدین عابد لکھوی اور ان سے چھوٹے ڈاکٹر عظیم الدین زاہد لکھوی۔ تینوں بھائی ملنسار، عالی کردار اور سراپا خلوص ہیں۔ تنہا اور دہیال کے اوصاف حسنہ سے متصف۔ دونوں ڈاکٹر صاحبان امراضِ قلب کے ماہر معالج ہیں۔

محمد محمود مین دہلی میں کئی سال ایک اخبار میں کام کرتے رہے تھے۔ اس لیے وہ اخباری سلسلے کے ضروری امور سے آگاہ تھے۔ مجھے انھوں نے اوکاڑہ سے اپنی آمد کی اطلاع دی تو میں نے ان کو ”الاعتصام“ میں منیجر کے طور پر کام کرنے کو کہا۔ چنانچہ وہ لاہور آئے اور اخبار میں کام کرنے لگے۔ وہ انتظامی معاملات سے باخبر تھے اور قارئین کے خطوط وغیرہ کا جواب بہت اچھے انداز میں دیتے تھے۔ میں ان کی کارکردگی سے مطمئن تھا۔ مولانا سید محمد داود غزنوی ان کے

جن حضرات کو رجال سے متعلق میری کسی کتاب کے مطالعہ کا تھوڑا بہت موقع ملا ہے، انھیں پتا چلا ہوگا کہ میں فوت شدگان کے ساتھ ساتھ اپنی معلومات کے مطابق موجودین کا تذکرہ بھی کرتا ہوں۔ زیر تصنیف کتاب (چمنستانِ حدیث) میں بھی خواندگانِ کرم کی ان بہت سے پاکستانی اور ہندوستانی اہل علم سے ملاقات ہوگی جو اللہ کے فضل سے اس دنیا میں موجود ہیں اور مختلف مقامات میں تدریسی، تصنیفی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان حضرات میں مولانا عبدالجبار سلفی کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ ان پر میں نے ۲۰ مارچ ۲۰۱۳ء کو مضمون لکھا تھا، لیکن نہایت افسوس ہے، وہ اس سے ۲۳ دن بعد ۱۲/۱۲/۲۰۱۳ء کو ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ کو جمعۃ المبارک کے روز صبح ساڑھے نو بجے موجودین کے دائرے سے نکل کر فوت شدگان کی صف میں چلے گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے برادرِ کبیر مولانا عبدالرحمن سلفی کا ترجمہ بھی اسی کتاب میں درج ہے جو ۲۷/۳/۲۰۱۳ء کو سپردِ قلم ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی دراز فرمائے اور یہ کتاب وسنت کی ترویج و اشاعت میں مشغول رہیں۔ موجودین سے متعلق لکھتے وقت بعض اوقات بے تکلفی کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ میں نے ان دونوں لائقِ احترام بھائیوں کے تذکرے میں اس سے بچنے کی کوشش کی ہے تاہم مولانا عبدالجبار سلفی کے ترجمے میں اس کی تھوڑی سی جھلک آگئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علمی اعتبار سے یہ عظیم المرتبت خاندان ہے اور چار پشتوں سے اس کے ارکان میدانِ ہائے علم و عمل میں جلوہ گر ہیں۔ آئندہ سطور اسی مضمون پر مشتمل ہیں جو مولانا عبدالجبار سلفی کی زندگی میں ۲۰/۳/۲۰۱۳ء چمنستانِ حدیث کے لیے ضبطِ کتابت میں لایا گیا تھا۔ آئیے زندہ

کام کی وجہ سے بھی اور مولانا محمد جونا گڑھی کے بیٹے کی بنا پر بھی ان پر شفقت فرماتے تھے۔

ایک دن میں نے دیکھا کہ میانہ قد، گندمی رنگ، تھکے نقوش، صاف ستھرے لباس میں ملبوس سترہ اٹھارہ سال کے ایک صحت مند نوجوان محمود مین کے پاس بیٹھے ہیں اور دونوں بے تکلفی سے خالص دہلوی لہجے میں محو گفتگو ہیں۔ میں ان کی طرف بڑھا تو مجھے دیکھ کر دونوں احتراماً کھڑے ہو گئے اور دعا سلام کا تبادلہ ہوا۔ اس نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے محمود نے بتایا کہ یہ کراچی سے تشریف لائے ہیں اور جماعت غربائے اہل حدیث کے امام محترم مولانا حافظ عبدالستار دہلوی کے صاحب زادہ گرامی ہیں۔ عبدالجبار ان کا نام ہے۔ مجھے ان سے مل کر مسرت ہوئی۔ اس وقت نہ وہ سلفی کہلاتے تھے، نہ مولانا۔ ان کے چہرے اور گفتگو سے سلفیت اور مولانیت کی کوئی جھلک دکھائی بھی نہیں دیتی تھی۔

یہاں یہ بتانا بھی میرے خیال میں مناسب ہوگا کہ محمود مین کے والد مکرم مولانا محمد جونا گڑھی دہلوی، مولانا عبدالجبار سلفی کے جد امجد مولانا عبدالوہاب دہلوی کے شاگرد تھے اور ان کے برادر کبیر مولانا محمد سلیمان جونا گڑھی نے کراچی میں مولانا عبدالجبار سلفی کے والد محترم مولانا حافظ عبدالستار دہلوی کے سامنے زانوئے شاگردی نہ کیے تھے۔ اس طرح محمود مین اور عبدالجبار سلفی کے بزرگوں کے درمیان استادی شاگردی کا رشتہ قائم تھا جو دنیا کے تمام رشتوں سے مضبوط اور ہمیشہ رہنے والا رشتہ ہے۔

یہ سطور ۲۰ مارچ ۲۰۱۳ء کو لکھی جا رہی ہیں۔ اس حساب کے مطابق عبدالجبار سلفی سے میری ملاقات کا واقعہ آج سے ساٹھ برس قبل کا ہے۔ میں ان دنوں مونچھیں چڑھا کر رکھتا تھا اور داڑھی پر عمل مقرر جاری رہتا تھا۔ وہ میرے اس معمول پر خوب صورت انداز میں تبصرہ کرتے تھے۔ بڑے خوش طبع نوجوان تھے۔ اب یاد نہیں کہ عبدالجبار صاحب کتنے دن یہاں رہے۔ یہ البتہ یاد ہے کہ ان کے دوران قیام میں ہم تینوں نے کئی مرتبہ اکٹھے کھانا کھایا اور باجماعت

چائے پی۔ بات چیت اور کھانے پینے میں ان سے کوئی تکلف نہ تھا۔ غالباً اس کے بعد ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔

ساٹھ سال کے اس طویل عرصے میں بے شمار انقلاب آئے۔ وہ عبدالجبار سے مولانا عبدالجبار ہو گئے اور سلفیت کا تاج بھی ان کے حصے میں آیا۔ میری زندگی میں بھی بہت سے نشیب و فراز آئے اور حالات کی رفتار مجھے مختلف مقامات میں گھماتی پھری، لیکن وہ عبدالجبار جنہیں مولانا عبدالجبار سلفی کہا جاتا ہے، مجھے زندگی کے ہر موڑ پر یاد رہے۔ میں ان کے ذہن کے کسی گوشے میں موجود ہوں یا نہیں، اس کا مجھے علم نہیں لیکن میں ان سطور میں انہی زندہ عبدالجبار سے متعلق چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اب ہمارا کہیں آنا سا منہا ہو جائے تو نہ وہ مجھے پہچان سکیں گے اور نہ مجھے ان کے متعلق کچھ پتا چل سکے گا۔ اب ماشاء اللہ وہ امام ہیں، خطیب ہیں، مدرس ہیں، مفتی ہیں، مدیر ہیں، تاجر کتب اور ناشر کتب ہیں۔ عقیدت مندوں کا ہجوم ان کے آگے پیچھے چلتا ہے اور ارادت کیش ان کے ہاتھ پاؤں داہنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ اس حالت میں ان کے سراپا کے طول و عرض سے ساٹھ سال قبل کے مجسمے کو تلاش کرنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکوں گا۔ ماہ و سال کی اتنی تبدیلی کے ساتھ ان کی جسمانی حالت بہت بدل گئی ہوگی۔ جوانی بڑھاپے کے قالب میں ڈھل گئی، توانائی نے کمزوری کا لبادہ اوڑھ لیا اور سیاہ بالوں پر سفید چادر تن گئی۔ یعنی جان پہچان کے تمام ظاہری اسباب ختم ہو گئے۔ میں بھی اس حالت کو پہنچ گیا ہوں کہ مجھے وہ قطعاً پہچان نہ پائیں گے۔

عبدالجبار سلفی اس زمانے میں بے تکلفی سے پنجاب کے لوگوں کی اردو اور ان کے لب و لہجہ کا مذاق اڑاتے تھے۔ حالانکہ خود ان کے دادا مولانا عبدالوہاب پنجابی تھے اور وہ پنجاب کے ضلع جھنگ کے ایک گاؤں واسو آستانہ سے ضلع ملتان کے ایک گاؤں میں جا کر آباد ہوئے۔ بعد ازاں وہاں سے دہلی چلے گئے اور پھر وہیں مستقل طور

سے سکونت اختیار کر لی تھی۔ ۱

اب آگے چلیے.....!

مولانا عبدالجبار سلفی ۱۹۳۶ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ملک کے زمانے میں ان کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ یہ اصحاب علم کا خاندان تھا۔ دہلی میں ان کا مدرسہ بھی تھا جو ان کے جد امجد مولانا عبدالوہاب دہلوی نے ۱۳۰۰ھ (۱۸۸۲ء) کے آغاز میں جاری کیا تھا۔ اس کا نام ”مدرسہ دارالکتب والسنہ“ تھا۔ مدرسے میں متحدہ ہندوستان کے مختلف مقامات کے طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عبدالجبار سلفی نے تحصیل علم کا آغاز دہلی ہی میں کر دیا تھا۔ اگست ۱۹۴۷ء میں یہ لوگ دہلی کی سکونت ترک کر کے کراچی آئے تو عبدالجبار نے متعدد حضرات کے سامنے زانوئے ادب تہ کیے اور تعلیم مکمل کی۔ اساتذہ کی تفصیل بہ ترتیب تواریخ وفات یہ ہے:

۱: ان کے والد مکرم مولانا حافظ عبدالستار دہلوی: وفات ۲۹/ اگست ۱۹۶۶ء (کراچی)۔

۲: مولانا محمد یونس دہلوی: وفات نومبر ۱۹۶۷ء (کراچی)۔

۳: میاں نذیر احمد: دہلی میں عبدالجبار کے یہ حفظ قرآن کے استاد تھے۔ وفات ۱۹۷۲ء (ڈیرہ غازی خاں)۔

۴: مولانا عبدالجلیل خاں جھنگوی: وفات ۶ جون ۱۹۷۶ء (کراچی)۔

۵: ان کے بڑے بھائی مولانا حافظ عبدالغفار سلفی: وفات ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء (کراچی)۔

۶: مولانا عبداللہ لاکل پوری، جہاں خانوآنہ، لاکل پور: وفات ۱۶ جولائی ۱۹۸۳ء (وفات جدہ، تدفین مکہ مکرمہ)۔

۷: مولانا عبدالقہار سلفی دہلوی: وفات ۳۱ مئی ۲۰۰۶ء (کراچی)۔

۸: مولانا عبدالرحمن سلفی: موجودہ امیر جماعت غربائے اہل حدیث (کراچی)۔

۹: مولانا تاج الدین صاحب

۱۰: مولانا عبدالقدوس صاحب

درس نظامی کی تعلیم کے دوران ہی میں مولانا عبدالجبار سلفی نے میٹرک کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے۔

مولانا عبدالجبار سلفی خدمت دین کے سلسلے میں بڑے باہمت اور صاحب عزم ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد انھوں نے اپنے برادر کبیر مولانا حافظ عبدالغفار سلفی رحمہ اللہ کی رفاقت میں کتابوں کی نشر و اشاعت اور خرید و فروخت کے لیے مکتبہ دینیات کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، جس کا بعد میں مکتبہ شعیب نام رکھا گیا۔ اس مکتبے کی طرف سے بہت سی کتابیں شائع کی گئیں، جن میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی کی سوانح عمری الحیات بعد الہیات اور مولانا محمد جونا گڑھی دہلوی کی تصانیف زکوٰۃ محمدی، صلاۃ محمدی، صوم محمدی وغیرہ تمام محمدیات شامل ہیں۔ پھر انھوں نے مکتبہ ایوبیہ جاری کیا۔ اس مکتبے کی طرف سے اپنے والد گرامی مولانا حافظ عبدالستار دہلوی رحمہ اللہ کی تحریف مودہ قرآن مجید کی تفسیر و حواشی فوائد ستاریہ، فتاویٰ ستاریہ وغیرہ ان کی تمام تصانیف شائع کیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بہت سے رسائل کی اشاعت کی گئی۔ یہ بہت بڑی دینی خدمت ہے جو انھوں نے محدود وسائل کے باوجود اس زمانے میں سرانجام دی۔

اشاعت کتب کے علاوہ پندرہ روزہ ”صحیفہ اہل حدیث“ ہے جو ۱۹۲۲ء میں مولانا عبدالوہاب نے دہلوی سے جاری کیا تھا، جس کی اشاعت پر ۹۱ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ یہ رسالہ اگست ۱۹۴۷ء میں دہلی سے کراچی منتقل ہو گیا تھا اور باقاعدہ جاری ہے۔ مولانا عبدالجبار سلفی کو پہلے اس کے منیجر بنایا گیا، پھر نائب مدیر اور بعد ازاں مدیر بنادیے گئے۔

اب ایک مدت سے یہ رسالہ ان کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۳۲ پر ملاحظہ کیجیے)

۱ مولانا عبدالوہاب دہلی اور ان کے فرزند گرامی حافظ عبدالستار دہلوی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ”کاروان سلف“ شائع کردہ مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار، لاہور، فیصل آباد۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کی اصول فقہ پر خدمات..... اشاریہ

مؤلف: محمد بن حسین الحیرانی

۲۸

یہ اشاریہ درج ذیل کتب پر مشتمل ہے:

- ۱۔ أحكام أهل الذمة، ۲۔ إعلام الموقعين،
- ۳۔ إغاثة اللفهان في حكم طلاق الغضبان،
- ۴۔ إغاثة اللفهان من مصائد الشيطان (وهو المقصود عند إطلاق الإغاثة)، ۵۔ بدائع الفوائد، ۶۔ زاد المعاد، ۷۔ زاد المهاجر إلى ربه ((الرسالة التبوكية))، ۸۔ شفاء العليل، ۹۔ الصواعق المرسلة، ۱۰۔ طريق الهجرتين، ۱۱۔ عدة الصابرين وذخيرة السالكين، ۱۲۔ الفوائد، ۱۳۔ القصيدة النونية ((الكافية الشافية))، ۱۴۔ مختصر الصواعق المرسلة، ۱۵۔ مدارج السالكين، ۱۶۔ مفتاح دار السعادة، ۱۷۔ هداية الحيارى في أجوبة اليهود والنصارى.

اشاریہ

- ۱۔ التحسين والتقبيح العقليان.
- ۲۔ تحرير القول في مسألة التحسين والتقبيح العقليين وبيان الأصول التي بنيت عليها هذه المسألة.
- ۳۔ مفتاح دار السعادة (۲/ ۴۲ - ۶۲)، والتفصيل: (۲/ ۴۲ - ۱۱۸)
- ۴۔ أصول الشرائع جميعاً مركزاً حسنهما في العقول.
- ۵۔ مفتاح دار السعادة (۲/ ۲ - ۱۳)
- ۶۔ الألفاظ التي يستفاد منها الوجوب والتحريم والندب والكراهة والإباحة.
- ۷۔ بدائع الفوائد (۴/ ۳ - ۶)

- ۵۔ تكليف ما لا يطاق.
- ۶۔ بدائع الفوائد (۴/ ۱۷۵ - ۱۷۷)
- ۷۔ طلاق الهازل والسكران والغضبان والمكره.
- ۸۔ زاد المعاد (۵/ ۲۰۱ - ۲۱۵)
- ۹۔ إعلام الموقعين (۴/ ۴۷ - ۵۴)
- ۱۰۔ حكم طلاق الغضبان.
- ۱۱۔ كتاب إغاثة اللفهان في حكم طلاق الغضبان.
- ۱۲۔ حكم المقلدين وجهال الكفرة ومعنى قيام الحجة.
- ۱۳۔ طريق الهجرتين (۴۱۱ - ۴۱۴)
- ۱۴۔ مراتب المكلفين، في الدار الآخرة، وطبقاتهم فيها (۱۸ طبقة).
- ۱۵۔ طريق الهجرين (۳۴۹ - ۴۲۷)
- ۱۶۔ أمثلة على رد المحكم بالمتشابه (۷۳ مثلاً).
- ۱۷۔ إعلام الموقعين (۲/ ۲۹۴ - ۴۲۵)
- ۱۸۔ لم يأمر الله بشيء ثم أبطله بالكلية بل لا بد أن يثبت به وجه ما. أمثله على ذلك.
- ۱۹۔ مفتاح دار السعادة (۲/ ۳۲ - ۳۴)
- ۲۰۔ الزيادة على النص أو رد السنن بظاهر القرآن، والجواب عن من فعل ذلك من (۵۲ وجهاً)
- ۲۱۔ إعلام الموقعين (۲/ ۳۰۶ - ۳۲۹)
- ۲۲۔ الأصول التي بنيت عليها فتاوى الإمام أحمد
- ۲۳۔ إعلام الموقعين (۱/ ۲۹ - ۳۳)
- ۲۴۔ وجوب العمل بالنصوص، وبيان أنه لا تجوز مخالفتها.
- ۲۵۔ إعلام الموقعين (۲/ ۲۷۹ - ۲۹۴)
- ۲۶۔ زاد المهاجر إلى ربه (۲۵ - ۳۰)

- ۲۷۔ تعریف الاستصحاب وأقسامه ومراتبها .
 ◉ إعلام الموقعين (۱/ ۳۳۹- ۳۴۴)
 ۲۸۔ فتاوی الصحابة، والأدلة على وجوب اتباعهم، ذكر فيه (۴۶ وجها).
 ◉ إعلام الموقعين (۴/ ۱۱۸- ۱۵۶)
 ۲۹۔ بیان أن الصحابة هم أعلم الناس بعد الأنبياء، وأن العلوم الماثلة في هذه الأمة إنما هي مأخوذة من كلامهم وفتاويهم .
 ◉ هداية الحيارى (۵۹۷- ۶۰۲)
 ۳۰۔ المصلحة الخالصة، والمفسدة الخالصة، وتساوي المصلحة مع المفسدة .
 ◉ مفتاح دار السعادة (۲/ ۱۴- ۲۲)
 ۳۱۔ سد الذرائع: حقيقة الذرائع وأقسامها، والأدلة على منعها، ذكر فيه (۹۹) وجها .
 ◉ إعلام الموقعين (۳/ ۱۳۵- ۱۵۹)
 ۳۲۔ أمثلة على سد الذرائع .
 ◉ إغاثة اللهفان (۱/ ۳۶۱- ۳۷۰)
 ۳۳۔ أقسام الحيل ومراتبها .
 ◉ إعلام الموقعين (۳/ ۳۲۸- ۳۳۷)
 ۳۴۔ تحريم الحيل والأدلة على ذلك .
 ◉ إعلام الموقعين (۳/ ۱۵۹- ۱۸۹)
 ◉ إغاثة اللهفان (۱/ ۳۳۸- ۳۶۰)
 ۳۵۔ أدلة المجيزين للحيل والرد عليها .
 ◉ إعلام الموقعين (۳/ ۱۸۹- ۲۴۰)
 ◉ إغاثة اللهفان (۲/ ۷۲- ۱۲۱)
 ۳۶۔ قواعد الاحتياط .
 ◉ بدائع الفوائد (۳/ ۲۵۷- ۲۷۵)
 ۳۷۔ الإلهام .
 ◉ إغاثة اللهفان (۱/ ۱۲۲- ۱۲۵)
 ۳۸۔ أهمية معرفة حدود ما أنزل الله على رسوله

- ۱۵۔ طاعة الرسول ﷺ (لإمام أحمد).
 ◉ إعلام الموقعين (۲/ ۲۹۰- ۲۹۳)
 ۱۶۔ منزلة السنة من الكتاب .
 ◉ إعلام الموقعين (۲/ ۳۰۷- ۳۱۰)
 ۱۷۔ حجية السنة المستقلة، الأدلة والأمثلة على ذلك .
 ◉ إعلام الموقعين (۲/ ۳۰۶- ۳۰۹)
 ۱۸۔ تركه ﷺ .
 ◉ إعلام الموقعين (۲/ ۳۸۹- ۳۹۱)
 ۱۹۔ حصول العلم بخبر الواحد .
 ◉ مختصر الصواعق (۴۵۵- ۴۸۴)
 ۲۰۔ الأدلة على حصول العلم بخبر الواحد (۲۱ دليلا).
 ◉ مختصر الصواعق (۴۷۷- ۴۸۴)
 ۲۱۔ الاحتجاج بالأحاديث النبوية على الصفات، ذكر فيه عشرة مقامات .
 ◉ مختصر الصواعق (۴۳۸- ۵۱۰)
 ۲۲۔ ليس في الشريعة شيء على خلاف القياس
 ◉ إعلام الموقعين (۲/ ۷۰- ۷۰)
 ۲۳۔ بيان خطأ من ترك السنة زاعما أنها خلاف الأصول .
 ◉ إعلام الموقعين (۲/ ۳۳۵- ۳۴۱)
 ۲۴۔ أمثلة على رد السنة الصحيحة المحكمة بكونها خلاف الأصول وبالمتشابهة .
 ◉ إعلام الموقعين (۲/ ۳۳۵- ۴۲۵)
 ۲۵۔ عمل أهل المدينة .
 ◉ إعلام الموقعين (۲/ ۳۸۰- ۳۹۶)
 ۲۶۔ رسالة الليث إلى مالك (فيما يتعلق بعمل أهل المدينة).
 ◉ إعلام الموقعين (۳/ ۸۳- ۸۸)

لله والأمثلة على ذلك .

○ زاد المهاجر إلى ربه (۹-۱۱)

○ إعلام الموقعين (۱/ ۲۲۰-۲۲۷)

۳۹- المجاز .

○ مختصر الصواعق (۲۳۱-۲۹۴)

۴۰- من أنواع بيان الرسول ﷺ .

○ إعلام الموقعين (۲/ ۳۱۴-۳۱۵)

۴۱- أقسام الألفاظ بالنسبة إلى مقاصد

المتكلمين ونياتهم ، ومتى يحمل الكلام على

ظاهره ، ومتى يحمل على غير ظاهره؟

○ إعلام الموقعين (۳/ ۱۰۷-۱۳۴)

۴۲- التأويل ، وذكر فيه فصولاً كثيرة مهمة .

○ الصواعق (۱/ ۱۷۰-۲/ ۶۳۱)

○ مختصر الصواعق (۱۱-۶۱)

۴۳- جناية التأويل على ما جاء به الرسول ﷺ ،

والمردود منه والمقبول .

○ القصيدة النونية (۸۵-۸۸)، (انظر شرح النونية لابن

عيسى: ۲/ ۳-۱۷)

۴۴- دلالة الاقتران .

○ بدائع الفوائد (۴/ ۱۸۳-۱۸۴)

۴۵- لازم المذهب هل هو مذهب؟

○ القصيدة النونية (۱۹۳-۱۹۴)، (انظر شرح النونية

لابن عيسى: ۲/ ۳۹۴-۴۰۱)

۴۶- الفرق بين الأمر المطلق ومطلق الأمر .

○ بدائع الفوائد (۴/ ۱۶-۱۸)

۴۷- ترك الأمر أعظم من ارتكاب النهي ، والأدلة

على ذلك .

○ الفوائد (۱۵۷-۱۶۹)

○ عدة الصابرين (۲۷-۳۳)

۴۸- المطلوب في النهي أمر وجودي أم عدمي؟

○ الفوائد (۱۶۱-۱۶۴)

۴۹- من مسائل الاستثناء .

○ بدائع الفوائد (۳/ ۵۶-۷۶)

۵۰- المطلق والمقيد .

○ بدائع الفوائد (۳/ ۲۴۸-۲۵۰)

۵۱- أنواع القياس في القرآن الكريم ، والأمثلة

على ذلك .

○ إعلام الموقعين (۱/ ۱۳۰-۱۵۰)

۵۲- الأمثال في القرآن الكريم من باب القياس .

○ إعلام الموقعين (۱/ ۱۵۰-۱۹۰)

۵۳- الأدلة على حجية القياس من السنة وفعل

الصحابة وإجماع الفقهاء .

○ إعلام الموقعين (۱/ ۲۰۲-۲۰۶)

۵۴- مسائل استعمل فيها الصحابة - رضي الله

عنهم - القياس .

○ إعلام الموقعين (۱/ ۲۰۹-۲۱۷)

۵۵- القياس الشرعي الصحيح مبني على اعتبار

الشيء بمثله ، وعلى علل وأوصاف مؤثرة ومعاني

معبرة ، الأمثلة على ذلك .

○ إعلام الموقعين (۱/ ۱۹۵-۲۰۰)

۵۶- تعبير الرؤيا من الأمثال المضروبة المبنية

على القياس .

○ إعلام الموقعين (۱/ ۱۹۰-۱۹۵)

۵۷- ذكر سؤال نفاة الحكمة والتعليل والقياس:

أن الشريعة فرقت بين المتماثلين وجمعت بين المختلفين ،

وذكر أجوبة بعض الأصوليين عنه ، ثم ذكر ابن القيم

جوابين: أولهما مجمل ، والثاني مفصل ، وفيه الجواب

على كل مسألة قيل عنها إن الشارع فرق فيها بين

المتماثلين أو جمع فيها بين المختلفين .

○ إعلام الموقعين (۲/ ۷۱-۱۷۵)

- ۶۸۔ إثبات الأسباب في الأمر والنهي والشرع والقدر، وأمثلة من القرآن الكريم على ذلك.
- ⊙ شفاء العليل (۱۸۸-۱۹۰)
- ۶۹۔ حکم الله في الحادثة واحد معين وبيان أن المجتهد يصيبه تارة ويخطؤه تارة.
- ⊙ أحكام أهل الذمة (۲۰-۲۲)
- ⊙ إعلام الموقعين (۱۲۱-۱۲۹)
- ۷۰۔ الرأي المحمود والرأي المذموم، وأنواع كل منهما.
- ⊙ إعلام الموقعين (۴۷-۸۵)
- ۷۱۔ أنواع الاختلاف وأسبابه.
- ⊙ الصواعق (۵۱۴-۶۳۱)
- ۷۲۔ التقليد، وبيان انقسامه إلى ما يحرم وما يجب وما يجوز.
- ⊙ إعلام الموقعين (۱۸۷-۲۰۱)
- ۷۳۔ بيان تناقض المقلدين في مسائل كثيرة.
- ⊙ إعلام الموقعين (۲۱۵-۲۲۶)
- ۷۴۔ الأدلة على بطلان التقليد.
- ⊙ إعلام الموقعين (۲۰۸-۲۷۹)
- ۷۵۔ مجلس مناظرة بين مقلد وصاحب حجة منقاد للحق حيث كان.
- ⊙ إعلام الموقعين (۲۰۱-۲۷۹)
- ۷۶۔ تحريم القول على الله بغير علم.
- ⊙ إعلام الموقعين (۳۸-۴۴)
- ⊙ إعلام الموقعين (۱۸۴-۱۸۷)
- ۷۷۔ الفتيا: تورع السلف عنها، خطورتها، شروطها.
- ⊙ إعلام الموقعين (۳۳-۴۷)
- ⊙ إعلام الموقعين (۱۸۴-۱۸۷)
- ۷۸۔ تغير الفتوى واختلافها بحسب تغير الأزمنة

- ۵۸۔ إلزام منكري القياس بالقياس في مسائل لا يمكن الأخذ فيها بالعموم اللفظي.
- ⊙ إعلام الموقعين (۲۰۶-۲۰۹)
- ۵۹۔ أربعة أخطاء وقع فيها نفاة القياس.
- ⊙ إعلام الموقعين (۳۳۸-۳۴۹)
- ۶۰۔ خمسة أخطاء وقع فيها أصحاب القياس.
- ⊙ إعلام الموقعين (۳۴۹-۳۵۰) إجمالاً
- ۶۱۔ الأدلة على ذم القياس وأنه ليس من الدين، من الكتاب والسنة وقول الصحابة والتابعين، وأمثلة على تناقض القياسيين.
- ⊙ إعلام الموقعين (۲۷۷-۳۳۰)
- ۶۲۔ شمول النصوص وإغناؤها عن القياس، والأمثلة على ذلك.
- ⊙ إعلام الموقعين (۳۵۰-۳۸۳)
- ۶۳۔ التعليل.
- ⊙ مختصر الصواعق (۲۰۹-۲۱۶)
- ۶۴۔ القرآن والسنة مملوآن من تعليل الأحكام بالحكم والمصالح.
- ⊙ مفتاح دار السعادة (۲۲-۲۴)
- ⊙ إعلام الموقعين (۱۹۶-۲۰۱)
- ۶۵۔ إرشاد الرسول ﷺ إلى العلل الشرعية والأوصاف المعبرة وبعض القواعد الأصولية والقضايا العقلية.
- ⊙ بدائع الفوائد (۱۲۶-۱۳۰)
- ۶۶۔ اثبات الحكمة والتعليل في أفعال الله تعالى، ذكر فيه (۲۲ نوعاً).
- ⊙ شفاء العليل (۱۹۰-۲۰۶)
- ۶۷۔ الرد على أدلة نفاة الحكمة والتعليل في أفعال الله سبحانه وتعالى.
- ⊙ شفاء العليل (۲۰۶-۲۶۸)

مولانا عبد الجبار سلفی کی اولاد زینہ تین بیٹے ہیں۔ بڑے محمد ایوب، ان سے چھوٹے عبد اللہ اور سب سے چھوٹے عبید اللہ۔! تینوں کا شمار اپنے اسلاف کی طرح علماء اور خدامِ دین میں ہوتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور انھیں بھی اور ہمیں بھی اپنے دین کی خدمت کے زیادہ سے زیادہ مواقع عطا فرمائے، آمین۔

بقیہ: بناؤ سنگھار شوہر کا حق

کریں۔ ایسے مجلات کا مطالعہ نہ کریں تاکہ کافرہ، فاجرہ اور ان سے مشابہت رکھنے والی عورتوں کے افعال دیکھیں اور ان کی نقل اتاریں کیونکہ عورت اس لیے پیدا نہیں کی گئی کہ اپنی ذات کو تصویر بنائے بلکہ وہ دوسرے لوگوں کی طرح اللہ کی عبادت کے لیے پیدا کی گئی ہو۔ جب عورت اپنے لیے غیر مسلموں کے فیشن و اسٹائل اپناتی ہے تو وہ بے لگام ہو جاتی ہے، مومنہ عورتوں پر لازم ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور ان باطل اور منفعت سے خالی حرکات سے اوپر اٹھیں۔ مردوں کو اللہ نے عورتوں پر حاکم و نگران بنایا ہے ان پر واجب ہے کہ عورتوں کو ایسے ہر فیشن سے روکیں جس میں کوئی خیر و بھلائی نہیں۔ مجھے عورتوں کی ان حرکتوں پر قائم رکھنے والے مردوں پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اپنے حیا و حشمت والی عادتوں کو چھوڑ کر حیا و شرم سے خالی قوم کی عادات اختیار کرتے ہیں..... اور یہ ضعفِ ایمان کی دلیل ہے۔“ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص: ۶۶۴)

عورتوں کے فتنے کو روکنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ مرد جس دفتر یا دکان پر کام کریں اگر وہاں بنی سنوری عورتیں ہوں تو متعلقہ افراد سے بات کر کے ان کے کام کی جگہ الگ کروادیں یا ان کے لیے ساتر اور سادہ لباس اور حجاب کی پابندی منظور کروائیں، نیز خواتین کو بھی ایسی جگہوں پر کام نہیں کرنا چاہیے جہاں مرد کام کرتے ہیں۔

والأمكنة والأحوال والنيات والحكمة منه .

○ إعلام الموقعين (۳ / ۹۸)

۷۹۔ فوائد تتعلق بالفتوى، ذكر فيه (۷۰) فائدة .

○ إعلام الموقعين (۴ / ۱۵۷ - ۲۶۶)

۸۰۔ بيان الاستغناء بالوحي المنزل من السماء عن تقليد الرجال والآراء .

○ القصيدة النونية (۱۸۸ - ۱۹۱)، (انظر شرح النونية

لابن عيسى: ۲ / ۳۸۰ - ۳۸۸)

۸۱۔ بيان شروط كفاية النصين والاستغناء بالوحيين .

○ القصيدة النونية (۱۹۱ - ۱۹۳)، (انظر شرح النونية

لابن عيسى: ۲ / ۳۸۹ - ۳۹۳)

۸۲۔ إحاطة النصوص بحكم جميع الحوادث .

○ إعلام الموقعين (۱ / ۳۳۲ - ۳۵۰)

۸۳۔ الرد على من قال: إن نصوص الوحي أدلة لفظية لا تفيد اليقين، ذكر فيه (۷۳) وجها .

○ الصواعق (۲ / ۶۳۳ - ۷۹۴)

۸۴۔ الرد على من قال: إذا تعارض العقل والنقل

وجب تقديم العقل، ذكر فيه (۲۴۱) وجها .

○ الصواعق (۳ / ۷۹۶ - ۱۵۳۸ / ۴)

○ مختصر الصواعق (۸۳ - ۱۸۷)

بقیہ: مولانا عبد الجبار سلفی

مضامین و مشمولات کے اعتبار سے یہ بہت عمدہ رسالہ ہے۔ اس رسالے کے مضامین کی ترتیب و ادارت پر میں اپنے ساٹھ سال قبل کے دوست عبد الجبار سلفی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس میں پنجابیت کی کوئی جھلک نہیں ہوتی، جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

اس کا ادارہ، باب الفتاویٰ اور دیگر مندرجات زبان و انداز کے اعتبار سے لائق مطالعہ ہیں اور کاغذ، طباعت، کمپوزنگ وغیرہ جاذب نظر۔

مشرقی خاتون

زمینت ایوانِ مشرق، اے بہارِ ایشیا
 اے مکمل حسنِ عصمت، پیکرِ مہر و وفا
 اے مجسمِ نازِ حسنِ غیرتِ معصوم کے
 پنچی نظروں پر حیا کی چادریں ڈالے ہوئے
 تیری طینت ہے وفا، تیری محبت ہے غیور
 اے سراپاِ سادگی، اے جہِ مشرق کی حور
 تیری پیشانی پہ آتا ہے جو غیرت سے عرق
 دیکھ! بن جاتا ہے اک تاریخِ ہستی کا ورق
 افتخارِ ملک! وجہِ عزتِ مشرق ہے تو
 دوڑتا ہے تیری رگ رگ میں شرافت کا لہو
 اے مکمل آدمیت، خلدِ ہستی کی بہار
 صفِ نازک کا تری ہستی سے قائم ہے وقار
 اہلِ دل کو کیوں نہ ہو، تیری محبت کا یقین
 شاہِ جس میں بناوٹ کا نظر آتا نہیں
 آدمیت کے خزانے تیرے ہاتھوں کے ثار
 چھوٹ سکتا ہی نہیں جن سے کہ دامنِ وقار
 تو نے سیکھی ہی نہیں ہیں انجمنِ آرائیاں
 جانِ عصمت، شانِ عفت ہیں تری تنہائیاں
 ہے تری تہذیب میں حسنِ قدامت کی چمک
 دیکھتا ہوں تیرے مستقبل میں ماضی کی جھلک
 دیکھ! شعلہِ مغربی تہذیبِ غیرت سوز کا
 وہ تری جانب بڑھا لہ! دامن کو بچا
 دیکھ! لغزش میں نہ آجائے ترا پائے ثبات
 ہے نظرِ مشرق کی تیری سمت اے اُمّ البنات!

(ماہر القادری)